# ذریعۂ بخشش

مجموعۂ نعت

مصنف و مرتب

حامد امروہوی

# ذریعۂ بخشش

حاؔمد امروہوی کا تازہ کلام اور 'انجم یادگارِ رؤف' کے زیرِ اہتمام ۲۰۰۵ء اور ۲۰۰۹ء میں منعقدہ سالانہ طرحی مشاعروں کا انتخاب۔

**تصنیف وترتیب**

حاؔمد امروہوی مقیم حال امریکہ

## کوائف


نام کتاب : ذریعۂ بخشش

تصنیف وترتیب : حامدؔ امروہوی مقیم حال امریکہ

پتہ : Hamid M Husain 6057-N.LINCOLN Av; Apt-315 Chicago-IL-60659(U.S.A)

سرِ ورق : مرزا محمد عارض

اشاعت : ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء

تعداد : ۲۵۰

طباعت :

ناشر : 'انجمن یادگارِ رؤف امروہہ'

کمپوزنگ : مرزااظہرشہاب8171161834

ملنے کا پتہ۔

۱۔ مرزا ساجد حسین ساجدؔ امروہوی محلّہ صدو امروہہ۔

۲۔ مرزا محمد زبیرؔ ابنِ سیفی امروہوی محلّہ صدو امروہہ سٹی کمپیوٹرس امروہہ۔

۳۔ Hamid M Husain 6057-N.LINCOLN Av; Apt-315 Chicago-IL-60659(U.S.A)

## انتساب

میں اس کتاب ''ذریعۂ بخشش'' کو جلسۂ نعت خوانی کے مرحوم نعت خوانوں اور سامعین اور میرے سبھی عزیز اور دوست جو اس دنیا سے رخصت ہو گئے ان کے نام کرتا ہوں۔ اللہ رب العزّت سب کی مغفرت فرمائے اور جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

حامدؔ امروہوی

## پیش لفظ

میرا پہلا دیوان ''مدحت کے پھول'' ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا اس میں ہندوستاں میں کہی ہوئی نعتیں جو یادداشت میں محفوظ تھیں اور ایک سلام شامل تھا اور کئی منقبتیں بھی شامل تھیں اس کے بعد اگلا دیوان ''خیابانِ ارم'' ۲۰۰۰ء میں اشاعت پذیر ہوا اور امریکہ کے ماحول کے مطابق ضرورت محسوس ہوئی کہ کلام سے مشکل الفاظ کو نکالا جائے اور 'تم'، 'تو، تیرا' کی جگہ 'آپ، وہ، ان' کو نظم کیا جائے چنانچہ کلام میں حسبِ ضرورت تبدیلیاں کی گئیں اور اردو اور رومن میں 'جوئبارِ بخشش' کے نام سے کتاب شائع ہوئی جو اردو ادب میں پہلی کوشش تھی اللہ کا شکر ہے کہ ہر حلقے میں اس کی پذیرائی ہوئی یہ کتاب ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔

اس کے بعد میری بیماریوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کا اثر میری یادداشت پر پڑا اور شاعری بہت کم ہو گئی مگر ادبی مصروفیات جاری رہیں ۔سن ۲۰۰۵ میں اپنی اہلیہ سردار خانم 'مخفی' امروہوی کا کلام مرتب کر کے ''متاعِ مخفی'' کے نام سے شائع کیا۔ متاعِ مخفی کے کام سے فارغ ہونے کے بعد اپنی زندگی کا سب سے بڑا کام کیا اپنے والدِ گرامی کے تمام کلام کو یکجا کر کے

۲۰۰۷ء میں ''سرمایۂ رؤف امروہوی'' کے نام سے شائع کیا جب سے شکاگو آیا تو یہاں کی ادبی تنظیم بزمِ سخن سے وابستہ رہا جس کے سرپرست مشہور شاعر خواجہ ریاض الدین عطشؔ تھے ان کے بعد جناب رشید شیخ اور جناب سید نعیم الدین نعیمی اس کے نگراں ہیں بزمِ سخن کی نشستیں مختلف جگہوں پر ہوتی رہیں اور اب با قاعدہ ہر ماہ کے اولیں اتوار کو میری بیٹی زہرہ قادری کے قائم کردہ ادارے ژیمس ہوپ کے دفتر میں ہوتی ہیں طرح میں بطورِ ردیف صرف ایک حرف دیا جاتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ الف سے ے تک کا ایک دور ختم ہو چکا ہے۔

۲۰۰۳ء سے میری بیماری برابر ہے اور بہت کم کلام ہوا ہے جو کچھ کہا ہے وہ ''ذریعۂ بخشش'' کے نام سے پیش ہے

انجمن یادگارِ رؤف امروہہ کی طرف سے ہر سال ایک طرحی نعتیہ مشاعرہ امروہہ ہندوستان میں منعقد ہوتا ہے جس میں مقامی و بیرونی شعراء شرکت کرتے ہیں اس کے پہلے نگراں میرے بڑے بھائی مرزا احمد حسین سیفیؔ مرحوم تھے انکے انتقال کے بعد میرے چھوٹے بھائی مرزا ساجد حسین ساجدؔ امروہوی ہیں ابتداء سے میری خواہش رہی کے ہر سال پڑھی جانے والی طرحی نعتیں ایک مجلّے کی شکل میں شائع ہوں تا کہ نعتیہ ادب میں ایک

گراں قدر اضافہ ہو اور شعراء کی ذہنی کاوشوں کا آئینہ دار ہو میری بار بار گذارشات کے باوجود یہ کام پورا نہ ہو سکا بمشکل دو مشاعروں کی نعتیں جمع ہو سکیں جو حاضر ہیں۔ اب پھر ان سطور کے ذریعہ تمام شعراء سے گذارش ہے کہ وہ اپنی طرحی نگارشات عزیزی مرزا زبیرؔ ابنِ سیفی کو عنایت کر دیں تا کہ میں انکی اشاعت کر سکوں اس کتاب کی اشاعت کے لئے شریکِ بزم شعراء ، اپنے احباب اور عزیزانِ گرامی بالخصوص اپنے چھوٹے بھائی ساجدؔ مرزا اور اپنے بھتیجے زبیرؔ ابنِ سیفی اور ان کے بیٹے اظہرؔ مرزا کا شکر گذار ہوں اور دست بدعا ہوں کہ اللہ ان سب کا بھلا فرمائے۔ (آمین)

حامدؔ امروہوی

## حامدؔ امروہوی۔ روایتوں کا امانت دار شاعر

محمد قمر الحسن بستوی (ہیوسٹن)

جناب حامدؔ امروہوی صاحب سے میری ملاقات بہت قریب کی ہے۔ ۱۶؍ اگست ۲۰۱۳ء کو میں اپنے قریبی اور مخلص دوست جناب خلیل الزماں صاحب خلیلؔ کے چھوٹے صاحبزادے عزیزم مجاہد الزماں (غازی) کی شادی میں شرکت کی غرض سے شکاگو حاضر ہوا تھا تو ایک صاحب نے نکاح کے بعد تعارف کرایا کہ یہ جناب حامدؔ امروہوی صاحب ہیں یوں تو حامدؔ صاحب کا نام کوئی دو دہائی پہلے بھی سن چکا تھا اور اپنی نعتیہ تنظیم ''بزمِ حسان انٹرنیشنل نعت اکیڈمی ہیوسٹن'' کے گولڈن جوبلی پروگرام اپریل ۲۰۰۲ء میں انکو دعوت بھی دے چکا تھا مگر وہ بعض مصروفیات کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے تھے۔۔۔۔۔ مگر بات یہ ہے کہ

ع ''شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ''

بہر حال شب میں کچھ شعر و سخن کا بھی پروگرام تھا جس میں حامدؔ صاحب کو سننے کا بھی موقع ملا جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا اور نغمہ ریزی کی تو وطن مالوف کے مشاعروں کی یاد تازہ ہوگئی ایک کلاسیکی ترنم کے ساتھ

آبشاروں کی مسحور صوتی کیفیت سے سماعت محظوظ ہوگئی۔واپسی پر موصوف نے اصرار کیا کہ کل گھر پر تشریف لائیں۔انکے درِ دولت پر حاضری کا اعزاز بھی ملا۔۔۔۔اس قدر اپنائیت، محبت کی بوچھار کر دی انہوں نے کہ محسوس ہونے لگا کہ ہم امریکہ میں نہیں ہندوستان میں ہیں۔وضع داری، ضیافت کا انداز،محبتوں کی فراوانی کیا کیا نہ تھا۔وطن کی ثقافتی سوندھی خوشبو مشامِ جاں کو معطر کرتی رہی اور ہم وطن کا لطف لیتے رہے۔چلتے وقت انہوں نے بہت ساری کتابیں بھی دیں جن میں انکے کئی ایک مجموعۂ کلام تھے اور انکے والدِ مرحوم کے بھی۔پھر ہم شکاگو سے ہیوسٹن چلے آئے اور زندگی پھر سیلِ رواں کی طرح بہنے لگی۔

ایک روز اچانک فون کی گھنٹی بجی۔۔۔۔فون رسیو کیا تو دوسری طرف سے وہی آواز تھی جس کو میں سن چکا تھا۔۔میں حامد امروہوی بول رہا ہوں علیک سلیک کے بعد فرمانے لگے میرا ایک اور مجموعۂ کلام طبع ہونے جا رہا ہے اس پر اظہارِ خیال فرمایئے۔میں نے حکم قبول تو کر لیا مگر وقت کی تنگ دامانی کے پیشِ نظر سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کب وقت نکالوں اور کیسے لکھوں مگر وعدہ پورا کرنا تھا۔بہر حال کوشش کی اور کچھ لکھنے کی جرأت کی۔

**نعت کا تاریخی سفر:** اصنافِ سخن میں نعت اپنے تقدس کے اعتبار سے بے حد حساس اور محتاط ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب سیدِ کائنات ﷺ کے شمائل وفضائل ،اوصاف وخصائل کا ذکر شرعی قیود کی روشنی میں کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ نعت کا خمیر دراصل نبیِ کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے بے پناہ مخلصانہ عقیدت کے جوہرِ اصلی سے تیار ہوتا ہے انکی ذاتِ اقدس سے وابستگی جتنی شدید ہوگی نعت میں اسی قدر معنویت اور ندرت پیدا ہوگی۔قرآن ،حدیث ،سیرت ،تاریخِ اسلامی اور علمِ کلام پر جتنی گہری نظر ہوگی کلام میں اسی اعتبار سے تنوع پیدا ہوگا۔

یوں تو نثری شہپاروں کی حیثیت سے توریت وانجیل میں رسولِ اکرم ﷺ کے فضائل ومحاسن بہت بیان کئے گئے ہیں مگر نظم میں شعری قالب میں ڈھال کر قدیم ترین ماخذ وہ تبعِ حُمیری کے اشعار ہیں جوانھوں نے حضور ﷺ کے ولادتِ طیبہ کے کوئی سات سو سال یا ایک ہزار سال قبل لکھے گئے تھے۔جب وہ حملہ کرتے ہوئے حجازِ اقدس کے علاقے سے گذرتے ہوئے نخلستانِ مدینۂ منورہ میں پہنچے اور انکے دو عالموں نے حضورِ اکرم ﷺ کے آخری نبیؐ ہونے کا ذکر کیا اور اپنی قدیم کتابوں کے حوالے سے آپ کے

فضائل ومحاسن بیان کئے تو اس وقت انہوں نے حضورؐ پر اپنے ایمان کا اظہار کیا تھا اور ایک خط لکھ کر سر بمہر دے دیا تھا جو نسل در نسل حضرت ابوایوب انصاریؓ تک پہنچا تھا تفسیرِ قرطبی اور ابنِ کثیر نے خط کی عبارت اور اس کے نیچے وہ شعر رقم کئے ہیں جو اس وقت انہوں نے کہے تھے۔

شهدتّ علیٰ احمد انّهُ رسولُ من اللهِ بارِ النسمِ

فلو مدِّ عمُری اِلیٰ عُمرِہٖ لکُنتُ وزیر او ابن عمٍ

وجاهدتُ با لسيف اعدَاءَ ہ' وفرَّجتُ عن صدرِ ہٖ کُلَّ غمٍ

(تفسیرِ ابنِ کثیر جلد۴۔ص۱۴۶۔سورۃ دخان زیرِ آیت ۳۷،قرطبی جلد۱۶اص۱۴۶)

ترجمہ: میں نے اس بات کی گواہی دی کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم روح کے پیدا کرنے والے اللہ کے رسولؐ ہیں اگر میری عمران کے زمانے تک دراز ہو جائے تو میں ان کا وزیر اور مددگار بن جاؤں۔اور تلوار سے انکے دشمنوں سے جنگ کروں نیز ان کے سینے سے ہر غم کو دور کر دوں۔

یہ نعت کا وہ قدیم ماٰخذ ہے جو ولادتِ طیبہ سے ہزار سال پہلے کا ہے پھر ولادتِ طیبہ کے بعد بچپن میں آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی شان میں قصیدہ کہا تھا جس کا یہ شعر آج بھی زباں زدِ عام ہے۔

وَابیضُ یُستسقیِ الغمامُ بِوجهه ثمالُ الیتامیٰ عصمةُ للارَامل

ترجمہ: وہ بے پناہ حسین ہیں انکے چہرے کے صدقے سیرابی حاصل کی جاتی ہے یتیموں کا ٹھکانہ اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔

اور اعلانِ نبوت کے بعد تو مداحین کا ایک سلسلہ ہے۔ حسّان بن ثابتؓ، عبد اللہ بن رواحہؓ، عامر بن اکوعؓ، عمرو بن ثریدؓ، مالک بن عوفؓ، جہیش بن اویس نخعیؓ، زہیر بن صرد جشمیؓ، سواد بن قاربؓ، عباس بن عبدالمطلبؓ، اور علی ابنِ ابی طالبؓ وغیرہ اور عہدِ رسالت میں رقم کیا جانے والا عظیم قصیدہ جس کو تاریخ میں ''قصیدہٗ بانت سُعاد'' کے نام سے جانا جاتا ہے حضرت کعب بن زہیرؓ نے رقم کر کے بارگاہِ رسالت میں سنایا تھا جس پر حضورِ اکرم ﷺ نے انکو اپنی چادرِ مبارک عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ اسلامی تاریخ کا یہ پہلا 'قصیدہٗ بردہ' ہے جو امام بُصیری کے قصیدے کے کئی سو سال قبل نقل کیا گیا۔

بہر حال نعت کا یہ تاریخی سفر سرزمینِ حجاز سے نکل کر ایران سے ہوتا ہوا سر زمینِ ہند پہنچا فارسی شعراء میں رودکی، مولانا روم، شیخ فریدالدین عطار، خاقانی، سعدی شیرازی، حافظ شیرازی، اور مولانا جامی وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس صنف میں بیش بہا کام انجام دیا پھر وہاں سے اس کا ورود ہندوستان میں ہوتا ہے۔

جب اردو زبان اپنے ابتدائی مراحل سے گذر رہی تھی اس وقت بھی اس میں عنصری حیثیت سے نعت کا تصور قایم تھا پرانی مثنویوں کے ابتدائیے حمدِ الٰہی اور نعتِ رسولِ مقبولؐ سے ہی کئے جاتے تھے۔ مگر اس کی ترقی کے ساتھ ساتھ نعت کا دائرہ کار بھی پھیلتا رہا اور پھر مکمل ایک صنف بن گئی۔ چنانچہ بعد کے ادوار میں شعراء نے اس کو اک مستقل صنف میں ڈھال دیا اور ایسے ایسے نابغۂ روزگار شعراء صفحۂ ہستی پر ظاہر ہوئے جنہوں نے نعت کو اوجِ ثریّا سے بھی بلند کر دیا۔ کفایت علی کافیؔ، حافظ لطفؔ بریلوی، محسنؔ کاکوروی، منشی امیر اللہ تسلیم، مولانا ظفر علی خاں، بیدمؔ وارثی، امیرؔ مینائی، شہیدیؔ، ریاضؔ خیر آبادی، اصغرؔ گونڈوی، علامہ اقبالؔ، اقبالؔ سہیل، حسرتؔ موہانی، وحشتؔ کلکتوی وغیرہ نے نعت کی زلفِ کاکلیں کو شانہ کیا اور زبانِ اردو کو دو آتشہ بنا دیا۔ بایں ہمہ صہبائے عشقِ رسولؐ سے سرشار رہنے والی جس ہستی کو نعت گوئی میں امامت کا درجہ حاصل ہے وہ عظیم فقیہ فقید المثال عالم، نابغۂ زمانہ، البقری، عارف باللہ، مجدّدِ عصر، امام احمد رضا خاں رضاؔ بریلوی ہیں جن کی نعتیہ شاعری نے صنفِ نعت کو نہ صرف حسن و زیبائش سے مالا مال کیا بلکہ اس کو عشق کی وارفتگی سے دوام بخش دیا ان کے

چھوٹے بھائی حسن بریلوی جو داغؔ دہلوی کے شاگردِ خاص تھے، نے بھی نعت کی بیشبہا خدمات انجام دیں اور اب اس دور میں ہندو پاک میں بے شمار صاحبانِ دیوان شعراء اس پاکیزہ صنف کی خدمت میں اپنا خونِ جگر لگا رہے ہیں۔ علامہ مفتی اختر رضا خاں اخترؔ بریلوی، بیکلؔ اتساہی، اجمل سلطان پوری، حبیب حاشمی، ترنم فیضی وغیرہ ہندوستان میں اور قیوم نظرؔ، مظفر وارثی، ریاضؔ سہروردی، اقبالؔ عظیم، اعظم چشتی وغیرہ پاکستان میں بیشبہا خدمات انجام دے رہے ہیں۔

**امریکہ میں نعتیہ شاعری:** امریکہ میں زیادہ تر لوگ دوسرے ممالک سے آکر آباد ہوئے یہی وجہ ہے کہ یہ ملک کثیر الثقافت اور کثیر اللسان ملک ہے برِّ صغیر سے جو لوگ آئے وہ اپنی تہذیب کا ورثہ ساتھ لائے اور میلادِ پاکِ مصطفےٰ کی امانت کو بھی حرزِ جان بنا کر لائے میلادِ رسولؐ سے نعت کا تعلق کتنا گہرا ہے یہ کوئی بتانے کی چیز نہیں جہاں جہاں میلادِ پاک کی محفلیں ہوتی ہیں نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جزوِ لاینفک ہوتا ہے چنانچہ امریکہ میں بھی میلادِ پاک کی محفلیں اور نعتِ پاک باہم گرمحوِ سفر ہیں۔

امریکہ میں بہت ساری تنظیمیں غزلیہ اور نعتیہ مشاعرے کراتی ہیں

جن میں ہندوستان ، پاکستان اور دبئ وغیرہ سے شعراء شرکت کرتے ہیں تقریباً ہر بڑے شہر میں سال میں ایک دو ادبی مشاعرے ہو ہی جاتے ہیں مگر انہیں کے درمیان کچھ ایسے زندہ دل لوگ بھی ہیں جو زبانِ اردو کے فروغ کے ساتھ ساتھ صنفِ نعت کو بھی پروان چڑھانے میں مصروف ہیں اور بعض لوگ جزوی اور بعض لوگ کلّی طور پر نعت کی خدمت کرر ہے ہیں۔

میرے خیال میں اس سرزمین پر گذشتہ دو تین دہائیوں میں نعتیہ شاعری پر اچھا کام ہوا ہے اور نعت کی تاریخ کا ابتدائی دور مکمل ہو کر اب ثانوی دور شروع ہو چکا ہے گذشتہ قریب کا ایک عشرہ تو بہت کامیاب ثابت ہوا ہے جس میں نعت کو علیحدہ مشاعروں تک لایا گیا اور نعت گو شعراء کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے بعض اداروں نے تو ایوارڈ اور مالی تعاون بھی کیا یہ ایک حوصلہ افزا عمل ہے۔جن سے امید کی جاتی ہے کہ اگلے چند سالوں میں نعت کا دائرۂ کار اور بھی وسیع ہو گا وہ ادارے جو کئی حیثیت سے صنفِ نعت پر کام کرر ہے ہیں ان میں کے بعض یہ ہیں۔

(۱) ادارہ تبلیغ الاسلام نیویارک

(۲) بزمِ حسان انٹرنیشنل نعت اکیڈمی ہیوسٹن ٹیکساس

(۳) ژیمس ہوپ (Zams Hope) شکاگو

اور جو ادارے جزوی حیثیت سے کام کر رہے ہیں ان میں کے بعض یہ ہیں۔

(۴) حلقۂ فن و ادب شمالی امریکہ انک نیو یارک

(۵) اردو مرکز انٹرنیشنل لاس اینجلس کیلی فورنیا

(۶) النور انٹرنیشنل۔ ڈیلاس۔ ٹیکساس

ان میں سے بعض ادارے سالانہ نعتیہ مشاعرے منعقد کراتے ہیں اور بعض ادارے ماہانہ نشستوں کا اہتمام کرتے ہیں ادارہ تبلیغ الاسلام نیو یارک ۱۹۹۹ء سے مسلسل نعتیہ مشاعرے کا انعقاد کرتا ہے اور اپنے مشاعرے کا سوونیر بھی شائع کرتا ہے جس کے روحِ رواں جناب کوثر چشتی صاحب ہیں ۔ژیمس ہوپ محترمہ زہرا قادری بنتِ حامدؔ امروہوی صاحب کی تنظیم ہے۔ اس میں ہر ماہ طرحی نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کیا جاتا ہے بزمِ حسان انٹر نیشنل نعت اکیڈمی راقم الحروف کی قائم کردہ تنظیم ہے جس میں ہر ماہ نعت کی بزم منعقد ہوتی ہے اس میں شعراء اور غیر شعراء شرکت کرتے ہیں۔ ۱۹۹۷ء سے اب تک یہ تنظیم مسلسل محفلیں منعقد کر رہی ہے اب تک اس کی ۱۷۷ نشستیں ہو چکی ہیں۔

حلقۂ فن و ادب کے بانی و صدر مرحوم سید محمد حنیف اخگر تھے۔ جنہوں نے اردو ادب کی بیش بہا خدمات انجام دیں اور نعت کے فروغ میں بہت کچھ کام کیا۔ اردو مرکز انٹرنیشنل لاس اینجلس عرصۂ دراز سے ادبی مشاعروں کا اہتمام کرتا رہا ہے مگر ۲۰۰۶ سے صنفِ حمد و نعت و منقبت پر کام کرنے والوں کے لئے 'حسان اردو انٹرنیشنل ایوارڈ' مختص کیا جو ہر سال کسی نہ کسی کو دیا جاتا ہے اس کو پروان چڑھانے والی محترمہ نیّر آپا ہیں۔ النور انٹرنیشنل ڈیلاس کے کرتا دھرتا نور امروہوی صاحب ہین جو ہر سال ایک نعتیہ مشاعرہ منعقد کراتے ہیں اور بہت شاندار اہتمام کرتے ہیں۔

پھر درجنوں ایسے شعراء ہین جو اس دیارِ غیر میں نعت کے حوالے سے خاطر خواہ کام کر رہے ہیں اور انکے مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں مرحوم حنیف اخگر کا بہترین مجموعۂ نعت 'خُلقِ مجسّم' مطبوعہ ۲۰۰۲ء/۱۴۲۳ھ، اقبال حیدر ڈیلاس کا مجموعۂ کلام 'لاریب' مطبوعہ ۲۰۰۶ء/۱۴۲۷ھ، قابلِ قدر نعتیہ خدمات انجام دینے والی خاتون محترمہ رشیدہ عیاں نیوجرسی کا مجموعۂ نعت 'فانوسِ ہفت رنگ' مطبوعہ ۲۰۰۸ء، مولانا سید اولادِ رسول قدسؔی نیویارک کے سات مجموعے یکے بعد دیگرے شائع ہوئے موصوف نے یہین پر سیرتِ

پاکِ رسول ﷺ کو آزاد نظم کے قالب میں ڈھال کر ایک گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی ہیوسٹن کا مجموعۂ کلام 'حدیثِ دل' بالکل تازہ تازہ شائع ہوا ہے۔ راقم الحروف کے پانچ مجموعے یکے بعد دیگرے شائع ہوئے جو امریکہ میں وجود میں آئے۔ خود صاحبِ تذکرہ محترم حامدؔ امروہوی صاحب کے مجموعے یکے بعد دیگرے شائع ہو چکے ہیں۔

(۱) خیابانِ ارم ۲۰۰۰ء (۲) مدحت کے پھول ۲۰۰۱ء (۳) جوئبارِ بخشش ۲۰۰۳ء (۴) وسیلۂ بخشش ۲۰۰۸ء اور اب ان کا یہ پانچواں مجموعہ ذریعۂ بخشش طبع ہونے جا رہا ہے خود انکی اہلیۂ محترمہ مخفیؔ صاحبہ ایک خوش نگار شاعرہ ہیں جن کا مجموعۂ کلام 'متاعِ مخفیؔ' کے نام کے ساتھ حامدؔ صاحب کی ترتیب کے ذریعہ منظرِ عام پر آچکا ہے۔

یہ شمالی امریکہ میں صنفِ نعت پر ایک مختصر سا تاریخی خاکہ ہے اگر جستجو اور تحقیق کی جائے تو یہ دائرہ بہت وسیع ہو سکتا ہے جو میری معلومات میں تھا وہ میں نے درج کیا۔ وقت کی تنگ دامانی درپیش تھی ورنہ اس پر کام کرنے کی ضرورت ہے اور اس پر سیمینار بھی منعقد کئے جا سکتے ہیں نیز تحقیق کا عنوان بھی متحقق کیا جا سکتا ہے امریکہ میں صنفِ نعت کا مستقبل تابناک لگ

رہا ہے۔ شرط یہ ہے کہ لگن اور محنت سے اس کو آگے بڑھایا جائے اور اربابِ ذوق اس کو منظّم کر کے اس ملک میں نعت کی تاریخ کے حوالے سے بڑا کام کر سکتے ہیں۔

نہ ہو مایوس اے اقبؔال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

**حامؔد امروہوی ایک طبع زاد شاعر:** حامؔد صاحب موروثی اور طبع زاد شاعر ہیں۔ جس ماحول میں حامؔد صاحب نے شعور کی آنکھ کھولی وہ عشقِ رسول ﷺ سے عطر زار تھا۔ عشقِ رسول ﷺ کی شرابِ الفت کا خمار بچپن ہی سے رگ و ریشے میں اتر چکا تھا والدِ ماجد کی خاص تربیت اور نعتِ پاک کی ہفتہ وار مبارک محفل نے دماغ کو نعت آگیں کر دیا تھا والدِ ماجد خود بھی معیاری شاعر تھے اور عشق کی دولتِ سرمدی سے ہمکنار تھے۔ تو اس کا اثر حامؔد صاحب پر پڑنا ناگزیر تھا۔ ویسے طبع موزوں تھی اور خارجی اثرات نے مزاج کو دو آتشہ کر دیا۔ اس کا اعتراف حامؔد صاحب نے خود کیا ہے۔

وراثت میں ملی ہے نعت گوئی
مجھے حامؔد رؤفؔ امروہوی سے

(وسیلۂ بخشش ص ۷۴)

گویا کہ شعر گوئی کے لئے جس ماحول کی ضرورت ہوتی ہے وہ پہلے ہی سے حامدؔ صاحب کے یہاں موجود تھا اور جو کچھ باقی رہ گیا تھا ازدواجی زندگی سے منسلک ہونے کے بعد پورا ہو گیا کہ آپ کی شریکِ سفر بھی ایک اچھی شاعرہ ہیں۔ ایسے ماحول میں فکری پرواز اپنا ہدف خود متعین کر لیتی ہے۔ اس وقت آپ آٹھویں دہائی کو پورا کر رہے ہیں اور آپ نے نویں کلاس سے شعر کہنا شروع کیا ہے۔ تو کوئی ۶ دہائیاں یوں ہی مشقِ سخن میں گزر چکی ہیں۔ اور اتنی طویل مسافت کسی بھی ناپختہ کار کو پختہ بنا دیتی ہے اور آپ تو بہر حال ایک شستہ اور تیار ماحول میں پروان چڑھ رہے تھے تو ایک معیاری اور اچھا شاعر بننے کے لئے کیا چیز رکاوٹ ہو سکتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات اچھی طرح محسوس ہونے لگتی ہے کہ انکے اشعار میں آورد کے عناصر کم اور آمد کے زیادہ ہیں۔

حامدؔ صاحب نے یوں تو فنونِ شعر کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی مگر ان کا خاص میدان حمدِ الٰہی اور نعتِ رسالت پناہی ہی رہا ہے جس کا اثر یہ ہوا کہ ان کے چار مجموعے طبع ہو کر منظرِ عام پر آ چکے ہیں اور یہ پانچواں مجموعہ ُذریعۂ بخشش، اب طبع ہونے جا رہا ہے۔ آپ اس فنِ دل گیر کو اختیار کر

کے سب سے کنارہ کش ہو گئے اس کا سبب وہ خود ہی بتا رہے ہیں۔

بات بگڑی ہوئی اس طرح بنائی جائے
بزمِ نعتِ شہِ لولاک سجائی جائے

(خیابانِ ارم ص ۱۷)

حامؔد بجا جو تم کو مقدر پہ ناز ہے
لکھتے ہو نعتِ پاک بڑے خوش نصیب ہو

(وسیلۂ بخشش ص ۸۴)

اشعار جو کہے دُرِ شہوار ہو گئے
ہم نعت کے طفیل میں فنکار ہو گئے

(جوئبارِ بخشش ص ۹۴)

گویا حامؔد صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں شاعر اس وقت ہوا جب نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے فکر و ادراک کا محور و مرکز بنی اور یہ بات حق ہے کہ نعتِ پاک اس وقت تک رقم نہیں ہو سکتی جب تک بارگاہِ رسالت سے فیضان نہ ہو ورنہ تجربہ یہ ہے کہ کبھی کبھار قلم و قرطاس سنبھالے ہفتوں گزر جاتے ہیں ایک شعر بھی نہیں ہو پاتا اور جب انکی چشمِ کرامت اٹھتی ہے تو اشعار کی بوچھار ہو جایا کرتی ہے اور شعری ورود ایسا ہونے لگتا ہے کہ قلم کو

سنبھالنا پڑ جاتا ہے۔

حآمد صاحب کی کئی ایک نعتیں بہت مشہور ہوئیں جیسے:

ع۔ شاہانِ زمانہ کا مقام اپنی جگہ ہے

(مدحت کے پھول ص ۵۴)

ع۔ منگتا کا داتا سے ناتا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

(خیابانِ ارم ص ۱۰۳)

وغیرہ مگر انکی ایک نعت کی مقبولیت نے جو شہرت حاصل کی وہ اپنی جگہ ہے:

زباں پر شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبیؐ کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

(مدحت کے پھول ص ۱۰۷)

اس نعت کی مقبولیت کا حال یہ ہے کہ علماء اور عوام میں یکساں مقبول ہے میں نے صاحبانِ علم و ورع اور عوام الناس میں دونوں کو اس نعت پر وجد کرتے دیکھا ہے اس کی اس مقبولیت سے محسوس ہوتا ہے کہ حضور نبیِ کریم ﷺ کی بارگاہِ کریمی میں شرفِ قبولیت حاصل ہو چکا ہے۔ مگر اس نعت کے ساتھ جو حادثہ ہو وہ بھی کچھ کم نہیں۔ میں نے حآمد صاحب سے فون کر کے معلوم کیا کہ یہ نعت آپ کی ہے یا کسی اور کی؟

حقیقت میں وہ لطفِ زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفیٰؐ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

توانھوں نے اس کی سرگذشت یوں سنائی کہ:

''اس کو میں نے ۱۹۵۲ء ر یا ۱۹۵۳ء میں لکھا تھا یہ بہت پسند کی گئی پھر اس کو نئی دہلی ریڈیو اسٹیشن سے نشر کیا گیا۔ اور پھر یہ پاکستان پہنچی تو اس میں بہت سے اشعار لاحق کئے گئے اور حامد لکھنوی کے نام سے اس کو متعارف کرایا گیا اور اس میں بہت تبدیلی کی گئی اس میں دوسرے حضرات نے اپنی طرف سے اشعار کا اڈیشن کیا لیکن چار شعر اب تک اپنی اصلی حالت پر ہیں۔ (ٹیلیفونک گفتگو)

لطیفے کی بات یہ ہے کہ حامدؔ صاحب کا مطلع سرے سے غائب ہو گیا اور کسی کا اختراع کردہ ہی اب اس نعت کا مطلع بن گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے الحاقات سے محفوظ فرمائے آمین

**مغرب میں حامدؔ صاحب کی نعتیہ خدمات:** امریکہ میں اگرچہ حامدؔ صاحب سے بہت پہلے سے نعت نگاری کا عمل جاری تھا اور کئی ایک معروف و معتبر شعراء جیسے حنیف خگر ملیح آبادی اور رجز لکھنوی وغیرہ اس میدان میں

مصروفِ کار تھے لیکن حامد صاحب نے اس کو ایک نئی زندگی دی اور طرحی نعتیہ مشاعروں کا آغاز ہوا بقول حامد صاحب:

سب سے پہلے میں نے نیو جرسی میں نعتیہ طرحی مشاعرہ کرایا شہاب صاحب نیو جرسی اس کے منتظم تھے۔ مصرعہ طرح: ''ترے آنے سے رونق آگئی صحنِ گلستاں میں'' تھا۔ اور یہ کوئی ۱۹۹۶ء یا ۹۷ء کا واقعہ ہے۔

پھر انھوں نے باقاعدہ شکاگو میں طرحی نشست کا آغاز کیا اور خود اپنی بیٹی کی قائم کردہ تنظیم ''ژیمس ہوپ'' میں ہر ماہ یہ نشست ہوا کرتی ہے۔ انھوں نے شکاگو کے اہلِ قلم کو ایک مرکز پر جمع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انکے کئی مجموعہ اس بزم کا اثاثہ ہیں حامد صاحب نے ملک کے تقریباً تمام بڑے مشاعروں میں شرکت کی ۔شکاگو ، نیو یارک، نیو جرسی، ڈیلاس، لاس اینجیلس ، واشنگٹن، میری لینڈ، فلوریڈا وغیرہ۔

**کلام حامد کا تجزیاتی مطالعہ:** حامد صاحب کی نعتیہ شاعری کلاسیکی ہے اس کا اسٹرکچر بالکل قدیم طرز پر تیار کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک نعتیہ شاعری کے لئے یہی ڈھانچہ نہ صرف مناسب بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ نعتیہ شاعری کا جذبۂ احساس اس سے الگ ہو کر مردہ ہو جاتا ہے۔ اس صنف کا رشتہ ماضی سے بہت گہرا ہے یہ جس قدر اپنے ماضی سے قریب ہوگی اسی قدر متنوع ہو

جائے گی اس کی مثال ہمیں عربی شاعری میں حضرت ابن الفارض اور حضرت امام بوصیری اور فارسی میں حضرت ملّا جامی اور اردو شاعری مین حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہم الرحمہ میں ملتی ہے اس میں ندرتِ معنیٰ پیدا کرنے کے لئے کوئی ایسی روش اختیار نہیں کی جائے گی جس پر شریعت کی قدغن عائد ہو اسلئے نعتیہ شاعری کے لئے نپے تلے الفاظ، شرعی قیود اور آدابِ رسالت کی حدوں کو برتنا ضروری ہوگا۔ میرا اپنا شعر ہے:

قد اس قدر اُونچا ہے ترا سیدِ عالم
ہر لفظ تری ذات پہ چسپاں نہیں ہوتا

**قمر بستوی**

حامؔد ان تمام پابندیوں پر عمل پیرا ہیں۔ اس پرآشوب دور میں جب کہ اسلام اور دین کی نئی تعبیریں کی جارہی ہیں اور منصبِ نبوت کے تعلق سے لایعنی نظریات کو فروغ دینے کی ناپاک جسارتیں کی جارہی ہیں ایسی صورت میں حامؔد صاحب کی یہ نعتیہ شاعری ایک منارۂ نور سے کم نہیں شعر دیکھئے:

آؤ حامؔد چلو یہ نعت سنائیں ان کو
جن کو کچھ بھی نظر آتا نہیں بدعت کے سوا

(مدحت کے پھول ص ۸۸)

چنانچہ اسی جذبے کے ساتھ وہ برملا اپنے مسلک کا اظہار بھی کرتے ہیں اور یہ واضح کردیتے ہیں کہ عظمتِ رسول ﷺ سے ہٹ کر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

میرا مسلک تو حقیقت میں یہی ہے حامؔد
پہلے حق، پھر شہِ دیں اور پھر ان چار کی بات

(مدحت کے پھول ص ۱۷۶)

آقاؐ کی سلامی کے لئے کیوں نہ کھڑے ہوں
ہم کیوں نہ پڑھیں صلِ علیٰ عید کا دن ہے

(مدحت کے پھول ص ۱۸۳)

ذکرِ میلادِ نبیؐ سے حامؔد
اپنے ایماں کی جلا کیوں نہ کریں

(وسیلۂ بخشش ص ۱۱۴)

بہکا دیا خرد نے تو بس کہہ دیا بشر
کی رہبری جنوں نے تو نورِ خدا کہا

(خیابانِ ارم ص ۶۶)

وہ عشقِ رسولؐ کی مئے ناب پی کر عشق کی سرمستیوں میں گم ہیں انھیں غلامئ رسول ﷺ پر فخر ہے۔ اور عشق کی یہ فراوانی اسی غلامئ رسولؐ کا نتیجہ ہے۔ اس

لئے وہ دعا بھی کرتے ہیں۔ پھر جب یہ شرف ارزانی انکو ہو جاتی ہے تو ولولۂ شوق انھیں محبوب کے شہرِ دلآرا میں لے جاتا ہے۔ اب پاؤں کے آبلے سوزش کے بجائے لذتِ عشق کی فراوانی بخشتے ہیں بے قراری کے ان لمحات کو ملاحظہ فرمائیں۔

حامدؔ دعا کرو کہ تمہارا بھی نام آئے
سرکارؐ کے غلاموں کا جب انتخاب ہو

(وسیلۂ بخشش ص ۷۸)

انکے غلام جیسا نظر آرہا تھا میں
بس اس ادا پہ عشق کی جاگیر مل گئی

(وسیلۂ بخشش ص ۱۰۸)

آپ کے عشق میں جب تک نہ ہوا دل آباد
میرے غم خانۂ ہستی میں چراغاں نہ ہوا

(جوئبارِ بخشش ص ۶۶)

وہ مناظرِ عالم کی ساری رعنائی شہرِ رسولؐ کے حسن پر قربان کر دیتے ہیں ان کے نزدیک دنیا کا ہر حسن اس شہرِ تمنا کے آگے پھیکا ہے اس شہرِ آرزو کو دیکھنے والوں سے اس واقعیت کو دریافت کرتے ہیں اور یہی کسک انہیں آبلہ پائی کی

لذتِ سرمدی بخشتی ہے تیور دیکھئے:

ہے اس سے بھی حسین کیا کوئی منظر
مدینہ دیکھنے والوں سے پوچھو
رہِ الفت میں کیا ہوتا ہے حاصل
ہمارے پاؤں کے چھالوں سے پوچھو

(خیابانِ ارم ص ۹۷)

نعتیہ شاعری کا ایک خاص عنصر شہرِ رسول ﷺ کی تمنا، اس کی زیارت، گنبدِ خضریٰ کا نظارہ، سنہری جالیوں کو مس کرنے کی آرزو، بارگاہِ رسالت ﷺ میں سلام پیش کرنے کی تڑپ درِ اقدس کے دیکھنے کی بے قراری اور گلیوں کا طواف، آثارِ متبرکہ سے نگاہوں کو فیضیاب کرنا وغیرہ بھی ہوتا ہے اور اس کی کسک دل کو مہمیز لگاتی رہتی ہے۔ حامدؔ صاحب کے یہاں وارداتِ قلبی کی یہ کیفیات وافر مقدار میں پائی جاتی ہیں چند اشعار دیکھئے:

تو اگر جائے مدینہ تو بتا کر جانا
ہم بھی پیچھے ترے اے بادِ صبا ہو لینگے

(خیابانِ ارم ص ۶۴)

اپنے جذبۂ دل کو راہبر بنا لوں گا
راستہ مدینے کا اس کا دیکھا بھالا ہے

(جوئبارِ بخشش ص۴۴)

دیکھا جائے اسے حامد جو مدینہ دیکھے
نگہِ شوق کی یوں پیاس بجھائی جائے

(خیابانِ ارم ص۷۲)

اور ذرا شہرِ محبوب کی زیارت کا یہ استغراقی انداز دیکھتے چلئے اور دلِ دیوانہ کی کیفیات کا اندازہ لگایئے ان دو اشعار میں عشق اپنے ذروۂ کمال کو پہنچا ہوا ہے:

اس دل کے دھڑکنے کے یہ انداز نہیں تھے
اے شہرِ مدینہ ترے دیدار سے پہلے

(وسیلۂ بخشش ص۸۸)

یہ مجھ پہ انکی عنایت نہین تو پھر کیا ہے
کہ دل مدینے میں رہتا ہے میں کہیں بھی رہوں

(وسیلۂ بخشش ص۹۲)

شہرِ نبیؐ میں ہر امتی مرنے اور دفن ہونے کی تمنا اور آرزو رکھتا ہے حامد صاحب بھی اپنی موت وحیات کے اس فلسفے کو محسوس کرتے ہیں۔ وہ دائمی بقا کا نسخۂ کیمیا تلاش کرتے ہیں تو پکار اُٹھتے ہیں

زندگی ختم اگر ہوگی درِ اقدس پر
وہ مری موت نہ ہوگی مرا جینا ہو گا
(جوئبارِ بخشش ص ۴۷)

زندگی کا فقط سوال نہیں
موت بھی چاہئے مدینے میں
(خیابانِ ارم ص ۵۳)

سیرتِ طیبہ کا جمالیاتی گوشوں کا کتنا لطیف اور دلکش پیرایۂ بیان ہے یہ حامد صاحب کی فکرِ رسا کا غماز ہے۔ سادہ بیانی کے ساتھ ساتھ فنی مہارت کا ثبوت وہ ان اشعار میں پیش کرتے ہیں۔

حسنِ رسول ﷺ، نورانیت بے مثلیت اندازِ خرام سبھی کچھ جھلک رہا ہے۔

کیا کیا ثنا بیاں ہوئی حسنِ رسول ﷺ کی
وہ ایک نور ہے جسے کیا کیا کہا گیا
(خیابانِ ارم ص ۳۷)

حق نے جس حسن سے دنیا کو سنوارا ہو گا
رُخِ سرکارِ دو عالم کا اتارا ہو گا
(جوئبارِ بخشش ص ۶۰)

انکے رخِ روشن سے بھلا کیا اسے نسبت
وہ اپنی جگہ ماہِ تمام اپنی جگہ ہے

چلنے کو تو چلتی ہے نسیمِ سحری بھی
پر آپ کا اندازِ خرام اپنی جگہ ہے

(مدحت کے پھول ص ۵۴)

حامدؔ صاحب کے کلام میں نعت کی پوری جو ہریت موجود ہے سہلِ ممتنع اُسلوب، لطافتِ بیان ، ادبیت،شرعی پاسداری،عرفان و آگہی ، تاریخی مطالعہ،سیرتِ نبوی پر گہری نظر،فنونِ شاعری پر گرفت یہ سارے امور کلام میں موجود ہیں۔اگر انکے کلام کا یکسوئی اور دل جمعی سے مطالعہ کیا جائے تو قاری کو ایسے ایسے آبشار ملیں گے جس سے روح سیراب ہو جائے گی۔بعض بعض اشعار میں ایسی ایسی ندرت پنہاں ہے جو کم شعراء میں ملتی ہے۔لطف کی بات یہ ہے اسلوبِ نعت میں تغزل کا رنگ ایسا سمو دیا گیا ہے کہ ذرا سی تبدیلی کردی جائے تو شعر نعت کے بجائے مکمل غزل کا ہو جائے یہ شاعر کا فنی کمال ہوتا ہے ورنہ نعت جیسی مودب، مخصوص اور انتہائی محدود زمین میں تغزل کی پرکاری شاعر کی عظمت کی دلیل ہے ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں

وہ مرے حالِ پریشاں پہ اگر راضی ہیں
مشکلوں سے کوئی کہہ دے کہ نہ آساں ہونا

(جوئبارِ بخشش ص ۶۰)

انکے گیسو و رخ کے صدقے میں
دن نکلتا ہے رات ہوتی ہے

(جوئبارِ بخشش ص ۶۱)

دیکھا جو آج گوشۂ داماں حضور کا
طوفاں مچل گئے مری چشمِ پُرآب میں

(جوئبارِ بخشش ص ۵۸)

حامدؔ صاحب کے یہاں متقدمین شعراء کا توارد بالمعنیٰ بھی ملتا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ انکے سامنے متقدمین شعراء کا کلام ہوتا ہے جس سے وہ فیضیاب ہوتے ہیں اور اس کا عطر کشید کر کے اپنے کلام کو مزین کرتے ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں

مری معصیت ہے عروج پر تری رحمتیں ہیں کمال پر
نہ مرے گناہ کی انتہا نہ ترے کرم کا شمار ہے

(مدحت کے پھول ص ۱۱۰)

یہ شعر امام احمد رضا فاضل بریلویؒ کے قصیدۂ درود کے اس شعر سے ماخوذ ہے:

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

(حدائقِ بخشش)

بلکہ اگر ماضی کے اوراق پلٹے جائیں تو یہی مضمون امام بوصیریؒ نے قصیدۂ بُردہ شریف میں یوں باندھا ہے

لعلّ رحمۃ ربّی حین یقسمھا
تاتی علیٰ حسبِ العصیانِ فی القسمِ

ترجمہ: شاید اللہ تعالیٰ کی رحمت جب تقسیم کی جائے (قیامت کے دن) تو گناہوں کی مناسبت سے حصہ ملے (یعنی جس کے گناہ زیادہ ہونگے اس کو رحمت کی زیادہ ضرورت ہوگی)

یہ شعر بھی توارد بالمعنیٰ رکھتا ہے

عیب کھل جائیں سرِ حشر گنہگاروں کے
اپنے سرکارؐ کے صدقے انہیں منظور نہیں

(جوئبارِ بخشش ص۶۰)

اس شعر کا توارد استادِ زمن حضرتِ حسن بریلویؒ کے اس شعر سے ہے

آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

(ذوقِ نعت)

توارد بالمعنیٰ کا یہ شعر:

بڑے بڑوں سے بڑے ہیں مرے نبیؐ حامدؔ
جو چاہوں ان کو کہوں میں بس اک خدا نہ کہوں

(وسیلۂ بخشش ص۹۲)

یہ شعر تو امام بوصیریؒ کے اس شعر کا ترجمہ کہا جا سکتا ہے

دع ما ادّ عتہُ النصاریٰ فی نبیھم
واحکم بما شئت مدحا فیہِ واحتکم

فَاِنَّ فضلَ رسول اللہِ لیسَ لہٗ

حدٌّ فیعرب عنہٗ ناطقٌ بِفم

ترجمہ: نصاریٰ نے اپنے نبیؑ کے بارے میں جو (بیٹا) کہا ہے اس کو چھوڑ کر جس قدر چاہو حضور کی تعریف کرو کیوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال کی کوئی حد نہیں ہے جو کوئی کہنے والا کہہ کر بیان کر سکے۔

ابھی کلام کا جمالیاتی گوشوں کا ایک خاص حصہ باقی رہ گیا ہے جو انکے کلام میں تازگی، حسن، بانکپن، انفرادیت اور رنگ و نور بھرتا ہے۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں اخیر میں اپنے چند منتخب پسندیدہ اشعار قارئین کی لطافتِ طبع کے لئے نذر ہیں

ہر جگہ جاتے ہیں آقا دست گیری کے لئے

ڈھونڈتی ہے مجرموں کو چشمِ رحمت آپ کی

(خیابانِ ارم ص ۵۰)

وہ فرشتے جنہیں سرکار اجازت ہی نہ دیں

کیا سرِ حشر مری فردِ عمل کھولیں گے

(جوئبارِ بخشش ص ۶۳)

ختم ہوتی ہے جہاں سرحدِ فہم و ادراک

اس سے آگے ہے کہیں نقشِ کفِ پا انکا

(جوئبارِ بخشش ص ۱۰۷)

خدا یکتا ہے تو محبوب اس کا کیوں نہ ہو یکتا
کوئی انساں ہوا ہے اور نہ ہو گا بزمِ امکاں میں

(خیابانِ ارم ص ۴۳)

خیرہ نہ ہو نگاہ فروغِ جمال سے
جلوے ملیں تو ساتھ ہی تابِ نظر ملے

(مدحت کے پھول ص ۶۰)

ہو گی نہ جھلک اس میں اگر کوئے نبی کی
کچھ اور ہی ہوگی مری جنت نہیں ہوگی

(مدحت کے پھول ص ۱۷)

قمر بستوی غفرلہٗ
بانی وصدر بزمِ حسان
انٹرنیشنل نعت اکیڈمی
ہیوسٹن ٹیکساس امریکہ

مورخہ ۲۰ مارچ ۲۰۱۴ء
جمعرات

## حمدِ باری تعالیٰ

سب سے پہلے یہ حق ادا ہو جائے
ذکرِ حق حمدِ کبریا ہو جائے

ساری مخلوق کا وہ خالق ہے
وہ جو چاہے تو کیا سے کیا ہو جائے

انکی تعریف میں قلم اُٹھے
کچھ تو حقِ وفا ادا ہو جائے

میرے الفاظ میں وہ دے تاثیر
مجھ کو حسنِ بیاں عطا ہو جائے

اس سے مانگوں میں نورِ قلب و نظر
اور مرا ذہن پُر ضیاء ہو جائے

عبد بن کر رہوں میں خالق کا
بخت اتنا مرا رسا ہو جائے

اسکی طاعت میں میری عمر کٹے
اور مع الخیر خاتمہ ہو جائے

مانگ حاؔمد خدا سے زورِ قلم
اب رقم نعتِ مصطفیٰؐ ہو جائے

## نعت شریف

گر نصیب انکا نقشِ پا ہو جائے
صاف جنت کا راستہ ہو جائے

آخرت اسکی آئینہ ہو جائے
زندگی میں جو آپ کا ہو جائے

میں اگر طاعتِ نبی کر لوں
طاعتِ حق کا حق ادا ہو جائے

درِ والا کی یہ کرامت ہے
پُر خطا آئے بے خطا ہو جائے

نہیں ممکن نہیں کبھی ممکن
دوسرا کوئی آپسا ہو جائے

نہیں امکاں کہ مرضیِ حق سے
مرضیِ مصطفےٰؐ جدا ہو جائے

آرزو اور کچھ نہیں حامدؔ
ملتفت چشمِ مصطفےٰؐ ہو جائے

## سلام

السلامِ اے حاصلِ دنیا و دیں
السلام اے جانِ ایمان و یقیں

السلام اے زینتِ عرشِ بریں
السلام اے رونقِ فرشِ زمیں

السلام اے رحمتِ حق کے امیں
السلام اے مالکِ خلدِ بریں

السلام اے انتخابِ مرسلیں
السلام اے خلق میں سب سے حسیں

السلام اے شرحِ قرآنِ مبیں
السلام اے رحمت اللعالمیں

اے امینِ رازِ پنہاں السلام
عرش پر خالق کے مہماں السلام

اے مدد گارِ غریباں السلام
بے سرو ساماں کے ساماں السلام

اے سکوں بخشِ دل و جاں السلام
اے دوائے دردِ عصیاں السلام

خلق پر خالق کے احساں السلام
اے متاعِ دردمنداں السلام

السلام اے شاہِ خوباں السلام
السلام اے جانِ جاناں السلام

ناز حامدؔ میں کروں تقدیر پر
یہ سلام ان تک پہنچ جائے اگر

# نعت شریف

آنکھ میں عکسِ روضۂ انور اللہُ اکبر اللہُ اکبر
اور ہے لب پر نعتِ پیمبرؐ اللہُ اکبر اللہُ اکبر

شمس و قمر سے بھی ہیں وہ بہتر اللہُ اکبر اللہُ اکبر
میرے نبی کی راہ کے کنکر اللہُ اکبر اللہُ اکبر

انکا ثنا خواں انکا ثنا گر اللہُ اکبر اللہُ اکبر
میرا مقدر میرا مقدر اللہُ اکبر اللہُ اکبر

اُتّر دیکھا دکّھن دیکھا پورب دیکھا پچھّم دیکھا
کوئی نہ دیکھا انکے برابر اللہُ اکبر اللہُ اکبر

قلب نہ ہو کیوں میرا منور یادِ نبیؐ ہے اس کے اندر
کتنا کرم ہے انکا مجھ پر اللہُ اکبر اللہُ اکبر

میرے نبیؐ کے موئے منور رکھےّ ہیں جس گھر کے اندر
وہ گھر ہے ہر گھر سے بہتر اللہُ اکبر اللہُ اکبر

وہ شاعر دربارِ نبیؐ کے کب یہ نصیبے اور کسی کے
کوئی نہیں حسان سے بڑھ کر اللہُ اکبر اللہُ اکبر

حاؔمد کی رب سے یہ دعا ہے تا دمِ آخر لکھے جائے
حمدِ خدا اور نعتِ پیمبرؐ اللہُ اکبر اللہُ اکبر

## نعت شریف

کوئی پہنچا دے درِ سرکار تک
نذر کردوں گا میں جانِ زار تک

ہو کرم انکا تو ناممکن نہیں
جلوے آئیں طالبِ دیدار تک

لفظِ کُن کا تذکرہ تھا بزم میں
بات جا پہنچی مرے سرکار تک

آرزو وہ بھی مری پوری ہوئی
جو نہ آئی تھی لبِ اظہار تک

اپنے تو اپنے ہیں انکا ذکر کیا
ان کے گن گانے لگے اغیار تک

اتنی مہلت مجھ کو دے دے اے خدا
میں پہنچ جاؤں درِ سرکار تک

خوشبوئے باغِ مدینہ ساتھ ہو
جب قضا آئے یہاں بیمار تک

جذبۂ صدیقِ اکبرؓ مرحبا
ان پہ صدقے کردیا گھر بار تک

کوئی شاعر آج تک پہنچا نہیں
حضرتِ حسانؓ کے معیار تک

مجھکو حامدؔ انکے الطاف و کرم
لے گئے اِس پار سے اُس پار تک

## نعت شریف

بجھے ہوئے ہیں جہاں صلح و آشتی کے چراغ
چلو جلائیں وہاں اُسوۂ نبیؐ کے چراغ

دیا ہے ہم نے جہاں کو حیاتِ نو کا پیام
وہ اور ہیں جو بجھاتے ہیں زندگی کے چراغ

جہاں میں ظلم و جہالت کا گھُپ اندھیرا تھا
جلائے ہم نے وہاں علم و آگہی کے چراغ

سفر حیات کا گذرا بڑے سکون کے ساتھ
قدم قدم پہ ملے سیرتِ نبیؐ کے چراغ

ہم اہلِ عشق کی عادت بڑی نرالی ہے
کہ دشمنوں میں جلاتے ہیں دوستی کے چراغ

جو دن ولادتِ خیر الوراء کا ہو اس دن
جلائیں کیوں نہ ہم اہلِ وفا خوشی کے چراغ

تغیراتِ زمانہ اسی کو کہتے ہیں
کبھی کسی کے جلے ہیں کبھی کسی کے چراغ

ہماری قبر میں کیسے نہ روشنی ہوگی
جبیں پہ داغ نہیں ، ہیں یہ بندگی کے چراغ

زمینِ کربلا چھوٹی ہے روشنی تجھ سے
ہیں ضو فشاں یہاں زہراؓ کے اور علیؑ کے چراغ

ہمارے پاس ہے اب دولتِ یقیں حامدؔ
ہماری راہ میں روشن ہیں آگہی کے چراغ

## نعت شریف

چلا ہوں شہر مدینہ کو میں برائے دل
درِ رسولؐ سے لاؤں گا میں دوائے دل

تڑپ رہا تھا کچھ ایسے فراقِ طیبہ میں
یہ ڈر تھا پہلو سے میرے نکل نہ جائے دل

نہ پوچھو حال خوشی کا حیات رقص کرے
درِ رسولؐ پہ رک جائے گر صدائے دل

ہے انکی چشمِ کرم پر مدار بخشش کا
ترانے انکی محبت کے کیوں نہ گائے دل

ہم اسکو دل نہیں کہتے ہیں آپ کچھ بھی کہیں
سنے جو نعتِ نبیؐ اور بھر نہ آئے دل

نوازشوں سے ہے انکی حیات تابندہ
عنایتوں کو بھلا کیسے بھول جائے دل

حضورؐ میری مرادوں کی آبرو رکھ لیں
کہیں خدا نہ کرے میرا ٹوٹ جائے دل

سلیقہ آ گیا جینے کا انکی الفت میں
گئے وہ دن کیا کرتے تھے ہائے ہائے دل

انہیں کو حال سنائیں انہیں سے بات بنے
سوائے انکے زمانے کو بھول جائے دل

کسی طرح بھی کسی طور بھی کمی نہ رہے
حریمِ جاں کو مرے اس طرح سجائے دل

اگر وہ چشمِ عنایت سے دیکھ لیں مجھ کو
خوشی نہ کس لئے پھولے نہیں سمائے دل

بہت تلاش کیا پر نہیں ملا کوئی
امینِ رازِ محبت کوئی سوائے دل

ہے آرزو درِ اقدس پہ جاکے پھر حامدؔ
فسانۂ غمِ الفت انہیں سنائے دل

## نعت شریف

قلب بھی منور ہے روح بھی منور ہے
ہر گھڑی تصور میں انکا روئے انور ہے

شرعِ مصطفےٰ ہر دم سامنے میں رکھتا ہوں
سیرتِ نبی میری زندگی کا محور ہے

دیدِ روئے انور سے آج تک ہوں میں محروم
میری آنکھ پُر نم ہے میرا قلب مضطر ہے

الجھنیں بھلا اسکی زندگی میں کیوں آئیں
جس کے سامنے ہر دم اُسوۂ پیمبر ہے

ہے بسی ہوئی خوشبو آپکے پسینے کی
یہ فضائے طیبہ جو آج تک معطر ہے

ساکنانِ طیبہ کو ناز ہے بجا حامدؔ
میں ہوں دور طیبہ سے یہ مرا مقدر ہے

## نعت شریف

ایمان کا حصول محبت نبیؐ کی ہے
طاعت خدائے پاک کی طاعت نبیؐ کی ہے

تبدیلیوں کی اسمیں ضرورت نہیں کوئی
اس درجہ کامیاب شریعت نبی کی ہے

یہ زینتِ زمین و زماں رونقِ جہاں
سب ہے کرم خدا کا عنایت نبیؐ کی ہے

دولت یقین و فہم کی ایمان و عقل کی
سب کچھ ہمارے پاس بدولت نبیؐ کی ہے

نافذ ہے انکا حکم ہر اک خاص و عام پر
ارض و سماں پہ اب بھی حکومت نبیؐ کی ہے

بعدِ خدا بزرگ ہیں وہ ساری خلق میں
یہ مرتبہ یہ شان یہ عظمت نبیؐ کی ہے

حامدؔ نہیں پھرا کوئی محتاج خالی ہاتھ
معلوم ہے سبھی کو یہ عادت نبیؐ کی ہے

## نعت شریف

کس کے غم کا درِ آقاؐ پہ مداوا نہ ہوا
ایسا بیمار دکھاؤ کہ جو اچھا نہ ہوا

اس کی بینائی کا مقصد ابھی پورا نہ ہوا
جس کو اب تک درِ آقاؐ کا نظارہ نہ ہوا

شاہِ دیں کی نگہِ عفوو کرم کے صدقے
پیشِ حق انکی عنایت سے میں رسوا نہ ہوا

اولِ خلق ہیں آپ اور رسولِ آخر
آپ جیسا کوئی دنیا میں نہ ہوگا نہ ہوا

عشقِ احمد ہی تو ہے عشقِ الٰہی کی دلیل
ہو سکا جو نہ نبیؐ کا وہ خدا کا نہ ہوا

مہرباں جب بھی ہوئی گردشِ دوراں حامدؔ
انکی رحمت کے سوا کوئی سہارا نہ ہوا

## نعت شریف

مسلکِ اہلِ وفا میں ہر بہانہ ہے منع
دل لگی کے واسطے دل کا لگانا ہے منع

کوچۂ الفت کے جو آداب سے واقف نہ ہوں
ان سے رسمِ راہِ الفت کا بڑھانا ہے منع

وہ نشانِ راہ جو منزل کا دیتے ہیں سراغ
راہ سے ایسے نشانوں کو مٹانا ہے منع

کوہِ غم ٹوٹے تو ٹوٹے اس کا کوئی غم نہ کر
لیکن اک مجبور کے دل کو دکھانا ہے منع

جو خدا کی یاد سے انسان کو غافل کرے
ایسے ہر اک کام میں دل کو لگانا ہے منع

کوئی بھی نقصان چاہے جاں کا ہو یا مال کا
صبر کرنا چاہئے آنسو بہانا ہے منع

آپ نے اک بار پہلے آزمایا ہے جسے
ایسے انساں کو دوبارہ آزمانا ہے منع

واقعہ جس کا حقیقت سے نہیں ہو واسطہ
نعت میں ایسے کسی مضموں کا لانا ہے منع

عشق کے آداب حامدؔ یاد رکھنے چاہئیں
دل جھکانا چاہئے سر کا جھکانا ہے منع

## نعت شریف

نہ آفتاب ہوا ہے نہ ماہتاب ہوا
نبیؐ کے آئینۂ رخ کا کب جواب ہوا

کوئی بلالؓ ہوا کوئی بوترابؓ ہوا
درِ رسولؐ کا ہر ذرہ آفتاب ہوا

سبب ہمارے ہی اعمال بن گئے یارو
جو عہدِ رفتہ ہمارا خیال و خواب ہوا

پلٹ کے آگیا سورج دیا جو حکم اسے
کیا اشارہ تو دو ٹکڑے ماہتاب ہوا

نگاہِ لطف نے پلڑے کو کر دیا بھاری
کچھ اس طرح سرِ محشر مرا حساب ہوا

نبیؐ کے روضۂ اقدس پہ حاضری کے لئے
وہی غلام گیا جس کا انتخاب ہوا

میں کیوں نہ خوبیِ قسمت پہ اپنی ناز کروں
کہ میرا حرفِ تمنا بھی مستجاب ہوا

مرے حضورؐ نے در پر مجھے بلا ہی لیا
میں اپنے جذبۂ الفت میں کامیاب ہوا

یہ مجھ پہ انکی عنایت کی انتہا ہی تو ہے
جو بارگاہِ رسالت میں باریاب ہوا

مرے نبیؐ مکرم کے نام سے حامدؔ
کتابِ عالمِ امکاں کا انتساب ہوا

# نعت شریف

ہر اک بلا سے زمانے کی ہو گیا محفوظ
جڑا ہے انؐ سے تو ہے میرا سلسلہ محفوظ

وہ کام جو مرے سرکار کو پسند نہ ہوں
دعا ہے میری کہ انسے رکھے خدا محفوظ

خدا کی انسے محبت کی انتہا یہ ہے
کہ اس نے رکھی ہے ان کی ہر اک ادا محفوظ

نبیؐ کے شہر کی یادوں نے روشنی دے کر
شبِ فراق کی ظلمت سے کر دیا محفوظ

مرے حضورؐ کے آنے سے پہلے دنیا میں
جفاؤ ظلم سے دنیا میں کون تھا محفوظ

اسیر ہو گیا جو آپکی محبت میں
ہر اک بلا سے ہر آفت سے ہو گیا محفوظ

عمل جو میں نے کیا ہے برا وہ ہو کہ بھلا
کتابِ زیست کے صفحوں پہ ہو گیا محفوظ

یہاں جو آیا ہے جانا ہے ایک دن اسکو
قضا کے ہاتھ سے کوئی نہیں رہا محفوظ

گناہ گاروں کا کل روزِ حشر مستقبل
دعائے سرورِ عالم نے کر دیا محفوظ

کلامِ پاک کا اعجاز ہے کہ سینوں میں
جو لفظ یاد کیا ہے وہ ہو گیا محفوظ

ہمارے جرمِ محبت کی کیا سزا ہو گی
رکھا ہے داورِ محشر نے فیصلہ محفوظ

ہماری پہلی نظر جب پڑی تھی کعبے پر
وہ لمحہ آنکھوں کی پتلی نے کر لیا محفوظ

مرے نبیؐ کے سوا اور کون ہے حامدؔ
جہاں میں جس کا ہو ہر قول ہر ادا محفوظ

## نعت شریف

دوستو شہر میں سرکارؐ کے آئے ہوئے ہیں
خود کہاں آئے ہیں آقاؐ کے بلائے ہوئے ہیں

سلسلہ نسبتِ اعلیٰ سے ملائے ہوئے ہیں
نام ہم انکے غلاموں میں لکھائے ہوئے ہیں

ہم غلامی کی یہ پہچان بنائے ہوئے ہیں
داغ سجدے کا جبینوں پہ سجائے ہوئے ہیں

آپ کے غم میں ہر اک غم کو بھلائے ہوئے ہیں
آپ کی یاد کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں

وہ جو بزمِ شہِ کونین میں آئے ہوئے ہیں
سب کے سب نور کی بارش میں نہائے ہوئے ہیں

بھیج کر خدمتِ اقدس میں درود اور سلام
اپنی سوئی ہوئی قسمت کو جگائے ہوئے ہیں

ہاتھ پھیلائیں کہیں اور یہ ممکن ہی نہیں
آس ہم دامنِ رحمت سے لگائے ہوئے ہیں

کامیابی کے وہ ضامن ہیں رہِ ہستی میں
جو طریقے مرے آقاؐ کے بتائے ہوئے ہیں

ایک جھالر سی ہے اشکوں کی یہاں پلکوں پر
جس کو ہم چشمِ تمنا میں سجائے ہوئے ہیں

چین حسنینؓ سے حاصل ہے سکوں زہرہؓ سے
دل کو آقاؐ کے گھرانے سے لگائے ہوئے ہیں

اب بھٹک جانے کا امکاں ہی نہیں ہے حامدؔ
ہم نگاہیں درِ اقدس پہ جمائے ہوئے ہیں

# نعت شریف

کارِ فرزانگی اور کیا چاہئے
لکھئے نعتِ نبیؐ اور کیا چاہئے

دیدِ کعبہ سے آنکھیں منور ہوئیں
بخت کی یاوری اور کیا چاہئے

روضۂ پاک پر حاضری ہو گئی
اس سے بڑھ کر خوشی اور کیا چاہئے

حمد پڑھتے ہوئے نعت لکھتے ہوئے
کٹ گئی زندگی اور کیا چاہئے

جو بھی چاہا وہ سرکارؐ سے مل گیا
اے غلامِ نبیؐ اور کیا چاہئے

نزع کے وقت بالیں پہ سرکارؐ ہیں
اب بتا زندگی اور کیا چاہئے

جامِ کوثر تصور میں آنے لگا
لذّتِ تشنگی اور کیا چاہئے

داغِ سجدہ سے روشن جبین ہو گئی
قیمتِ بندگی اور کیا چاہیئے

ڈھل گئے داغ جتنے گناہوں کے تھے
اشکِ شرمندگی اور کیا چاہیئے

مدح خوانوں میں میرا بھی نام آگیا
حاصلِ شاعری اور کیا چاہیئے

میرے آقاؐ نے انساں بنایا تجھے
تجھ کو اے آدمی اور کیا چاہیئے

اپنے بچوں کی بھی اُنکے بچوں کی بھی
دیکھ لی ہر خوشی اور کیا چاہیئے

ہم نے حامدؔ مدینے میں خلدِ بریں
دیکھ لی جیتے جی اور کیا چاہیئے

## نعت شریف

کوئی الفاظ نہ تھے جب لبِ اظہار کے پاس
آ گئے اشک ندامت کے گنہگار کے پاس

نگہِ شوق پہنچ جاتی ہے سرکارؐ کے پاس
جب بھی جالا نظر آتا ہے کسی غار کے پاس

نذر میں چشمِ تمنا ہی کو لے آیا ہوں
اور تو کچھ بھی نہ تھا طالبِ دیدار کے پاس

سب ہی طیبہ کو گئے اپنی مرادیں پانے
میں نے جنت کو بھی دیکھا وہیں دیوار کے پاس

نام سرکارؐ کا سینے سے لگا رکھا ہے
اور کیا رکھا ہے مجھ مفلس و نادار کے پاس

میں جو مصروف ہوں آقاؐ کی ثنا خوانی میں
اک چراغاں سا ہے گھر کے در و دیوار کے پاس

بخشوانے کے لئے حشر کے دن کافی ہے
وہ جو امیدِ شفاعت ہے گنہگار کے پاس

غمِ دنیا غمِ عقبیٰ کا ہی کچھ ذکر نہیں
ہے ہر اک دکھ کا مداوا مرے سرکارؐ کے پاس

چارہ ساز آج کے لینے کے لئے آتے ہیں
دردِ عصیاں کی دوا آپ کے بیمار کے پاس

راہزن دیکھنا منہ دیکھتے رہ جائیں گے
آیئے مل کے چلیں قافلہ سالار کے پاس

دولتِ عشقِ شہِ دیں تجھے اللہ رکھے
صرف اک تو ہے جو ملتی نہیں اغیار کے پاس

شرط ٹھیری ہے یہ جنت کی خریداری کی
گوہرِ اشک ضروری ہیں خریدار کے پاس

یہ بھی ہوتا ہے محبت میں محبت کی قسم
جلوے آجاتے ہیں خود طالبِ دیدار کے پاس

جس کو درکار ہے حامدؔ غمِ دوراں کا علاج
اس سے کہہ دو چلا آئے مرے سرکار کے پاس

جبریلؑ آئے کس کو بلانے کے واسطے
عرشِ بریں پہ کون گیا آپ کی طرح

حامدؔ مرے نبیؐ کے سوا اور کون ہے
جسکے سبب زمین و زماں کی پڑی طرح

## نعت شریف

کیا خوب ہے سرکارؐ کے کوچے کی فضا بھی
مرنے کی تمنّا میں ہے جینے کا مزہ بھی

دردِ دلِ بیتاب کی ہوتی ہے دوا بھی
ہے نعت سنانے میں عبادت کا مزہ بھی

یہ تو مجھے معلوم ہے معلوم ہے انکو
قاصد یہ بتا تونے مرا حال کہا بھی

انکی نگہِ ناز کے انداز عجب ہیں
ہاں ہاں وہ بدل دیتے ہیں قسمت کا لکھا بھی

انساں تو کوئی اور نہ ہوگا نہ ہوا ہے
وہ ختمِ رسالت بھی ہیں محبوبِ خدا بھی

نعتِ شہِ کونین کے نغمے ہیں لبوں پر
آتی رہے کانوں میں درودوں کی صدا بھی

یہ روشنئ دیدہ و دل کہتی ہے یارو
آنکھوں مین لگایا بھی ہے زم زم کو پیا بھی

یہ جینے کے آداب بھی آقاؐ سے ملے ہیں
سینے میں مروت بھی ہے آنکھوں میں حیا بھی

کل حشر میں بن جائے گی بخشش کا وسیلہ
ہے ساتھ مرے میرے بزرگوں کی دعا بھی

معلوم ہے یہ بارگہِ ناز ہے جنکی
وہ شاہِ دوعالم بھی ہیں محبوبِ خدا بھی

کہتے ہیں یہاں اشک فسانہ غمِ دل کا
سجدے یہاں ہوتے ہیں نگاہوں سے ادا بھی

غنچوں کے چٹکنے کی بھی آواز نہیں ہے
اس کوچے کے آداب سے واقف ہے صبا بھی

جب قافلۂ شوق چلا میرا مدینے
حاؔمد مرے ہمراہ تھی رحمت کی گھٹا بھی

یہ انکا کرم انکا کرم انکا کرم ہے
حاؔمد نے جو مانگا ہے وہ حاؔمد کو ملا بھی

## نعت شریف

انکی رحمت کی انتہا ہی نہیں
فردِ عصیاں میں کچھ رہا ہی نہیں

دل اگر غم سے آشنا ہی نہیں
پھر تو وہ میرے کام کا ہی نہیں

انؐ کا ثانی کہاں سے آئیگا
حق نے تخلیق جب کیا ہی نہیں

سلسلہ انسے عشق والوں کا
جب چلا ہے تو پھر رکا ہی نہیں

انکے صدقے میں ہم غریبوں پر
رحمتِ حق کی انتہا ہی نہیں

یاد سے انکی زندگانی ہے
بھولنے کا تو حوصلہ ہی نہیں

انکی رحمت نے بھر دیا دامن
ابھی میں نے تو کچھ کہا ہی نہیں

جب سے آئے ہیں ہم مدینے سے
دل ہمارا کہیں لگا ہی نہیں

جو نہ جاتا ہو ان کے کوچے سے
وہ تو جنت کا رستہ ہی نہیں

گر نہ ہو ختم انکے روضے پر
زندگی تیرا فائدہ ہی نہیں

دور رہتا ہوں میں مدینے سے
ایسے جینے میں کچھ مزہ ہی نہیں

اے تصور ہو تیری عمر دراز
فاصلہ فاصلہ رہا ہی نہیں

غمِ سرکارؐ کی عنایت ہے
غمِ دنیا سے واسطہ ہی نہیں

میرے آقاؐ کی رہبری کے بغیر
کارواں عشق کا چلا ہی نہیں

## نعت شریف

میرے اللہ مسلماں کو مسلماں رکھنا
حال جو بھی ہو اسے صاحبِ ایماں رکھنا

ہم ہیں وابستۂ دامانِ شفاعت ہم پر
نگہِ لطف و کرم شافعِ عصیاں رکھنا

اک فقط آپ سے امیدِ شفاعت کے سوا
کچھ نہ ہو پاس تو پھر کیا سرو ساماں رکھنا

جن سے منسوب ہو بس ان سے کہو جو بھی کہو
اپنے سر پر نہ کسی غیر کا احساں رکھنا

مطمئن کتنا ہوں میں انکے کرم کے صدقے
خوش نصیبی مرے افسانے کا عنواں رکھنا

راہِ ہستی میں بہاریں ہی بہاریں ہونگی
نگہِ شوق میں طیبہ کا گلستاں رکھنا

ان کے الطاف و عنایت کا پتا دیتا ہے
اپنے مداح کو محفل میں نمایاں رکھنا

جو ثنا خوانِ شہِ دیں ہیں لحد میں انکی
اے خدا نور کی اک شمع فروزاں رکھنا

تیرے اعمال سے اسلام پہ حرف آئیگا
کچھ خیال اس کا بھی اے مردِ مسلماں رکھنا

داغِ فرقت جو ہیں سینے میں بڑے کام کے ہیں
شہرِ جاں مین انھیں داغوں سے چراغاں رکھنا

جب مرتب کرو افسانۂ ہستی اپنا
عشقِ سرکارِؐ دو عالم کو نمایاں رکھنا

تیری آنکھوں میں جو آیا ہے ندامت کے عوض
بس اسی اشک کو افسانے کا عنواں رکھنا

اے خدا لب پہ ہے حاؔمد کے یہی قولِ امیؔر
نزع کے وقت سلامت میرا ایماں رکھنا

## نعت شریف

ذکر انساں کا تو کیا ہے نہ گماں تک پہنچے
شبِ اسریٰ مرے سرکارؐ جہاں تک پہنچے

رہ روِ راہِ ترقی کہاں ممکن ہے کہ تو
میرے سرکارؐ کے قدموں کے نشاں تک پہنچے

نغمۂ صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ گونج اُٹھے
ذکرِ سرکارؐ کی آواز جہاں تک پہنچے

روضۂ پاک پہ کہنا میری آنکھوں کا سلام
طائرِ شوق کبھی تو جو وہاں تک پہنچے

چین لینے دیں اگر اشک تو ممکن ہے کہیں
قصۂ ہجرِ نبیؐ لفظ و بیاں تک پہنچے

آنکھ ادراک نہ کر پائی بڑی حیرت ہے
جانے کیسے وہ مرے حجرۂ جاں تک پہنچے

اُن کے اوصاف کا مداح ہے ربِّ کعبہ
کاش یہ خوش نظری کم نظراں تک پہنچے

انکی رحمت مری بگڑی کو بنا دیتی ہے
اس سے پہلے کہ مری بات زباں تک پہنچے

انکے جلوں کی نئی شان نظر آئے گی
نگہِ شوق جدھر اُٹھے جہاں تک پہنچے

جب پڑھی نعت تو اک کیفِ حضوری پایا
یوں لگا جیسے یہ اشعار وہاں تک پہنچے

آج وہ سوزِ دروں کس کو میسر حامدؔ
کون حسانؓ کے اندازِ بیاں تک پہنچے

## نعت شریف

دیں احمد ایمان محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم
حق کا بڑا احسان محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

ساقیٔ کوثر شافعِ محشر اور محبوبِ خالقِ اکبر
سارے جہاں کی جان محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

انکی ادا سے جینا آیا انکے عمل سے دین کو سمجھا
خالق کی پہچان محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی ایک جھلک دکھلائیں نزع کے عالم میں آجائیں
موت بنے آسان محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کے قدموں کا بوسہ لوں اور اپنی تقدیر بنالوں
بس ہے یہی ارماں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

عرش پہ انکو حق نے بلایا اور سارے رازوں کو بتایا
ذی رتبہ ذیشان محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

جوہرِ قابل ان پر صدقے حامدؔ کا دل ان پر صدقے
جان بھی ہو قربان محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم

## نعت شریف

انکے طفیل خوبئ تقدیر مل گئی
صدقے میں انکے خلد کی جاگیر مل گئی

بس اس ادا سے خلد کا میں مستحق بنا
انکے غلام سے مری تصویر مل گئی

اذنِ طلب مجھے بھی مدینے سے مل گیا
شاید مری دعاؤں کو تاثیر مل گئی

صدقہ یہ انکے ذرۂ خاکِ قدم کا ہے
مہر و مہ و نجوم کو تنویر مل گئی

قبلِ دعا خدا کو دیا ان کا واسطہ
قسمت سنوارنے کی یہ تدبیر مل گئی

وہ حق کے خاص لطف کا حقدار ہو گیا
جس کو ادائے نالۂ شبگیر مل گئی

حامدؔ کو لوگ کہنے لگے عاشقِ نبیؐ
اس در پہ سر جھکا تو یہ توقیر مل گئی

## نعت شریف

جان ہے صدقے نبیؐ پر اور دل قربان ہے
عشقِ محبوبِ خدا ہی دین ہے ایمان ہے

عقل قاصر ہے زباں ہے گنگ عاجز ہے خرد
اس کی کیا توصیف ہو جو دو جہاں کی جان ہے

سنگِ در کا آپکے سودا ہے بس سر میں مرے
میرے دل میں آپکے دیدار کا ارمان ہے

اک جہاں کو آپ کے در کے گدا دیتے ہیں بھیک
ہے وہ شاہوں سے سوا جو آپ کا دربان ہے

سب سے افضل اور اعلیٰ آپ ہیں بعدِ خدا
کون سمجھے کون جانے آپ کی جو شان ہے

آنکھ میں اشکِ ندامت ہاتھ میں نعتِ نبیؐ
پاس میرے میری بخشش کا یہی سامان ہے

آپ کو بھیجا زمیں پر رہبری کے واسطے
ہم پہ حامدؔ رب کا یہ سب سے بڑا احسان ہے

# نعت شریف

رازِ حق کے امیں بے گماں مصطفیٰ
ہیں کلامِ خدا کی زباں مصطفیٰ

ہے چمن آپ کا گل فشاں مصطفیٰ
ہے بہار آپ کی بے خزاں مصطفیٰ

بے مثال آپ ہیں بے نظیر آپ ہیں
آپ سا اور کوئی کہاں مصطفیٰ

میرا ایمان ہے ساری مخلوق کی
جان ہیں انبیاء جانِ جاں مصطفیٰ

میرے الفاظ میں اتنی وسعت کہاں
آپ کا وصف ہو کیا بیاں مصطفیٰ

ہو گئیں رحمتِ خاص کی ندیاں
آپ کی انگلیوں سے رواں مصطفیٰ

ہے مری ہر مصیبت کا مشکل کا حل
آپ کی رحمتِ بیکراں مصطفےٰ

کاش محشر میں حامدؔ کے سر پر رہے
آپ کے لطف کا سائباں مصطفےٰ

## نعت شریف

کرم ساتھ لایا شہ دین کا جلوہ
جہاں میں جب آیا شہ دیں کا جلوہ

مکمل ہو بینائی کا میری مقصد
دکھا دے خدایا شہ دیں کا جلوہ

نگاہوں کو میری کوئی کیسے بھائے
نظر میں سمایا شہ دیں کا جلوہ

کوئی کیا سمجھ پائے گا انکا پایا
سر عرش پایا شہ دیں کا جلوہ

کبھی آئینوں میں کبھی منظروں میں
ہمیں صرف بھایا شہ دیں کا جلوہ

یہ وسعت خدا کی عطا کی ہوئی ہے
دو عالم پہ چھایا شہ دیں کا جلوہ

ہے بس نور ہی نور ہی نور حامدؔ
نہ پیکر نہ سایہ شہِ دیں کا جلوہ

## نعت شریف

بہرِ تعظیم اُٹھی رحمتِ باری آئی
جب سرِ حشر شہِ دیں کی سواری آئی

کچھ تجھے ہو گا پتہ بادِ صبا تو ہی بتا
انکی محفل میں کبھی بات ہماری آئی

میری جانب بھی اُٹھی انکی شفاعت کی نظر
پیشِ حق روزِ جزا جب مری باری آئی

میرے اعمال تو کچھ کام نہ آئے میرے
کام بس آپ کی الطاف شعاری آئی

جب کسی نے بھی کہیں سے بھی پکارا انکو
بہرِ امداد وہیں انکی سواری آئی

انکے الطاف کی حامدؔ کوئی حد ہی نہ رہی
جب سے مجھ میں صفتِ نعت نگاری آئی

## نعت شریف

دی ہے جنابِ شیخ نے پھر اک نئی طرح
بن جائے بات آج ہماری کسی طرح

فکرِ سخن میں آج جو بیٹھا میں شام کو
انگلی پکڑ کے ساتھ میں چلتی رہی طرح

یہ سادگئِ فکر کا اعجاز ہی تو ہے
غالبؔ بھی شعر کہنے لگے میرؔ کی طرح

ہر اک کو اپنی اپنی محبت پہ ناز ہے
عہدِ وفا کو کس نے نبھایا مری طرح

محفل میں سب پہ انکی عنایت رہی مگر
صرف ایک میں کہ مجھ سے ملے غیر کی طرح

نظریں ملا کے آج وہ مجھ سے گزر گئے
کل تک جو لوگ ملتے تھے اچھی بھلی طرح

طرزِ عمل سے آپ کے شکوہ نہیں مجھے
قسمت نگاہ پھیر نہ لے آپ کی طرح

سکھلا دیا ہے مجھ کو وہ آدابِ زندگی
دو چار دن تو جی کے دکھا دے مری طرح

آنہیں بھری ہیں میں نے پہ شکوہ نہیں کیا
دن زندگی کے کاٹ دئے ہیں کسی طرح

انکی گلی کا مجھ کو پتہ غیر نے دیا
حامدؔ لگے ہے یہ بھی ہے کوئی نئی طرح

اے دوست یہاں کل کا بھروسہ نہیں کوئی
جس کام کو کل کرنا ہے اس کام کو کر آج

لیتا ہے زمانہ عجب انداز سے کروٹ
کل تھے جو تونگر وہ ملے دست نگر آج

اغیار کے طعنے نہ سنے بے عملی کے
آجایئے میدان میں کس لیجے کمر آج

ظالم کی نگاہوں سے ملاتے تھے نگاہیں
اللہ سے مانگیں گے وہی تاب نظر آج

مصروف ہوں سرکارؐ کی میں مدح و ثنا میں
حامدؔ مری تخئیل کو لگ جائیں گے پر آج

## ۷۸۶

دو سال قبل مسجد نبویؐ کے صحن میں بعد نمازِ عشاء گھرے ابر اور پھواروں میں مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

رات میں حاضرِ دربار تھا اللہ اللہ
بختِ خفتہ مرا بیدار تھا اللہ اللہ

رحمتِ سرورِ دو عالم کی پھواروں میں رہا
ہر طرف ابرِ گہر بار تھا اللہ اللہ

# منقبت

## حضرت اشرف میاںؒ

غلامِ در درِ والا سے دور رہتا ہے
مگر یہ دل تو انھیں کے حضور رہتا ہے

خیال کرتا ہوں جب بارگاہِ اشرفؒ کا
غمِ زمانہ بہت دور دور رہتا ہے

میں انکو دیکھ کے دنیا کو دیکھتا ہی نہیں
زمانہ سمجھا کہ مجھ کو غرور رہتا ہے

ہجومِ غم میں انھیں اپنے پاس پاتا ہوں
مرا خیال انھیں بھی ضرور رہتا ہے

میں انکے چاہنے والوں کا حال بتلاؤں
سکون دل میں تو چہرے پہ نور رہتا ہے

کہاں جبیں کو جھکاؤں کہاں جبیں نہ جھکے
تمہارے در کے تصدق شعور رہتا ہے

ہمیشہ رہتا ہوں میں زیرِ سایۂ رحمت
جو سمجھے دور ہیں آقا وہ دور رہتا ہے

کہیں سے آئیں کہیں بھی رہیں کہیں جائیں
خیالِ کوچۂ جاناں ضرور رہتا ہے

ثبوت کتنا بڑا ہے یہ انکی قربت کا
کہ میرا دل غمِ دنیا سے دور رہتا ہے

یہ میرے مرشدِ کامل کا ہے کرم حامدؔ
ہر ایک حال میں مجھ کو سرور رہتا ہے

## منقبت

### حضرت شاہ ابّن بدرِ چشتؒ

نبیؐ کے ساتھ وہ نسبت ہے بدرِ چشتیؒ کی
کہ رو بکار ولایت ہے بدرِ چشتیؒ کی

بجا کہ یہ بھی عنایت ہے بدرِ چشتیؒ کی
کہ میرے دل مین محبت ہے بدرِ چشتیؒ کی

نہیں ہے بیٹ کا کوئی نشان تربت پر
یہ ایک زندہ کرامت ہے بدرِ چشتیؒ کی

یہ میرا قافلۂ شوق پائے گا منزل
کہ اس کے ساتھ قیادت ہے بدرِ چشتیؒ کی

زمانہ ہو گیا پردہ کئے ہوئے لیکن
دلوں پہ اب بھی حکومت ہے بدرِ چشتیؒ کی

دیارِ غیر میں رہ کر بھی مطمئن ہوں میں
کہ میرے ساتھ حمایت ہے بدرِ چشتیؒ کی

نہیں ہے مونس و غم خوار جنکا کوئی انھیں
گلے لگانا تو عادت ہے بدرِ چشتیؒ کی

خدا کے ولیوں میں ایسا مقام ہے انکا
کہ اہلِ عشق میں شہرت ہے بدرِ چشتیؒ کی

ہے مجھ کو ناز مقدر پہ اپنے اے حامدؔ
شریکِ حال عنایت ہے بدرِ چشتیؒ کی

۷۸۶

## گہوارۂ ادب کے طرحی مشاعرے لئے

انھیں صورت مری بھائی بہت ہے
مجھے سن کر ہنسی آئی بہت ہے

مجھے کیسے نہ ٹھکرائے یہ دنیا
یہ دنیا میں نے ٹھکرائی بہت ہے

لگے ہے میں تمھیں یاد آرہا ہوں
تمہاری یاد آج آئی بہت ہے

غمِ دنیا سے وجہِ آشنائی
زمانے سے شناسائی بہت ہے

زمانہ کیوں نہ مجھ سے بد گماں ہو
تمہاری کار فرمائی بہت ہے

تمناؤں میں گھر کر رہ گیا ہوں
یہ دنیا مجھ کو راس آئی بہت ہے

تمہارے سامنے بولیں تو جانوں
وہ جن کو نازِ گویائی بہت ہے

بھلا محفل میں جاکر کیا کرونگا
مجھے تو میری تنہائی بہت ہے

تمہارے آستاں پر سر جھکا کر
جبینِ شوق اترائی بہت ہے

میں انکا ہوں وہ میرے ہیں یہ نسبت
وہ نسبت ہے جو کام آئی بہت ہے

ہم اپنے راستے کو چھوڑ بیٹھے
یہی اک وجہِ رسوائی بہت ہے

اگر وہ پوچھ بھی لیں حال میرا
تو ایسی بھی مسیحائی بہت ہے

نہ آئے رقص تو میدان بھی کم
جو فن آئے تو انگنائی بہت ہے

خدا کے بعد دنیا میں سہارا
خدا رکھے مرا بھائی بہت ہے

مری بخشش میں حامدؔ روزِ محشر
نمی آنکھوں کی کام آئی بہت ہے

## ۷۸۶

## گہوارۂ ادب کے طرحی مشاعرے لئے

لیکر نیا ستم ستم ایجاد آ گیا
چہرہ بدل کے پھر وہی جلاّد آ گیا

کیوں آج میرے دل کی کسک میں کمی سی ہے
کیا انکو اپنا عہدِ وفا یاد آ گیا

آوارہ گانِ عشق جہاں مضمحل ہوئے
شوقِ سفر وہیں پئے امداد آ گیا

کچھ لوگ انکی بزم میں جھنجلا کے رہ گئے
کیا میرا نام بر لبِ ارشاد آ گیا

منزل نہ رہ سکے گی مری دسترس سے دور
گر کام میرا عزمِ خدا داد آ گیا

جب جب بھی ڈگمگائے قدم راہِ عشق میں
انکا کرم وہیں پئے امداد آ گیا

آگے نگاہِ شوق سے تھا کاروانِ دل
شہرِ نبیؐ کا ہم کو سفر یاد آگیا

طیبہ سے رخصتی کا سفر کچھ نہ پوچھئے
آنکھوں میں اشک آگئے جب یاد آگیا

حامؔد نے اس طرح سے کہی اپنی داستاں
ہر اک کو اپنا قصۂ غم یاد آگیا

۷۸۶

## محترم جناب شرؔر حیدرآبادی کے انتقال پر

نکل آئیں ہیں کیوں آنکھوں سے آنسو
یہ ہم کیسے ترانے گا رہے ہیں

دکھا کر داغِ دل ہم اپنے حامدؔ
مہ و انجم کو پھر شرما رہے ہیں

نہ جانے کب ہماری آئے باری
ہمارے دوست اُٹھتے جا رہے ہیں

میں تازہ نعت پڑھنے جارہا ہوں
شرؔر صاحب بہت یاد آرہے ہیں

۷۸۶

# تہنیت

بتقریبِ شادی خانہ آبادی عزیزی فائز بیابانی سلمہٗ
خلف جناب محمد افضل بیابانی صاحب مدّ ظلّہٗ العالی

فضلِ رب ہے گلشنِ افضل میں آئی ہے بہار
سج گئے دیوار و در اور ہیں فضائیں خوشگوار

آج فائز منصبِ اعلیٰ پہ فائز ہو گئے
مدتوں سے اس گھڑی کا تھا ہر اک کو انتظار

ہو مبارک انکا آغازِ حیاتِ نو ہے یہ
آج سے ہوتی ہیں خوشیاں انکے قدموں پر نثار

ہے دعا ہر ہر قدم پر کامرانی ہو نصیب
رحمتیں برسیں سدا ان پر خدا کی بیشمار

انکی خوشیوں سے ہر اک دل کو خوشی حاصل ہوئی
اور یہ خوشیاں سدا قائم رکھے پرور دگار

دین و دنیا کی عطا کر نعمتیں ان کو خدا
دونوں عالم میں میسر ہو انھیں عزّ و وقار

رہنما بن جائے انکا ہر عمل سب کے لئے
ان کا جو بھی فعل ہو دنیا میں ٹھیرے شاہکار

حامدؔ و خانمؔ دعا کرتے ہیں یہ اللہ سے
باغِ افضلؔ میں شجر جو بھی اُگے ہو سایہ دار

۷۸۶

## میرے کرم فرما جناب خلیل الزماں خاں صاحب کے فرزند جناب مجاہد الزماں خاں کی شادی پر۔

رُخ پر ترے نہ کیوں ہوں مجاہد نثار پھول
مدّت سے کر رہے تھے یہی انتظار پھول

نذرانۂ خلوص و محبت کے واسطے
تو نے کھلائے ہیں مرے پروردگار پھول

کلیاں چٹک کے کہتی ہیں بزمِ طرب میں یہ
بشریٰؔ کی ہر خوشی کے ہیں آئینہ دار پھول

گلشن مہک رہا ہے جنابِ خلیلؔ کا
بوئے خلوص و مہر سے ہیں مشکبار پھول

نکلی لبِ فصیحؔ سے محفل میں یہ دعا
یوں ہی کھلائے رکھ مرے پروردگار پھول

جو دیکھتا ہے دیکھ کے حیرت زدہ سا ہے
سہرے میں لگ رہے ہیں بہت شاندار پھول

ہر ہر قدم پہ چومیں قدم کامیابیاں
لائیں رہِ حیات میں ایسی بہار پھول

دولہا دولہن کے واسطے حامؔد کی ہے دعا
خوشیاں ملیں ہزار کھلیں بے شمار پھول

۷۸۶

برادر محترم جناب سید صلاح الدین سکندر کے صاحبزادے عزیزی سید احمد سکندر کے ولیمے کی تقریب کے لئے تہنیتی اشعار۔

نسیم صبح نوید بہار لائی ہے
یہ اپنے ساتھ خوشی کا خمار لائی ہے

لبوں پہ کلیوں کے نغمہ ہے شادمانی کا
ہر ایک سمت جو منظر ہے گلفشانی کا

مسرتوں سے ہمیشہ بھرا رہے دامن
سدا کھلا رہے پھولوں سے آپ کا گلشن

سکندر آپ کو یہ ساعتیں مبارک ہوں
یہ پوری ہوتی ہوئی حسرتیں مبارک ہوں

سبھی عزیز ہیں شاداں تو خوش ہیں سب احباب
خوشی کا اور مسرت کا کچھ نہیں ہے حساب

یہاں بلندیوں اور رفعتوں کا ڈیرا ہے
گھر آج آپکے شاہین کا بسیرا ہے

خدائے پاک سے حامد کی ہے دعا پیہم
رہے یہ آپ کا لختِ جگر خوش و خرم

## ۷۸۶

## اپنے بیٹے محمد عامر مرزا کے بیٹے محمد صارم مرزا کے لئے

میں انتظارِ صبح میں بیٹھا تھا شام سے
دنیا چمک اُٹھی مری صارم کے نام سے

رحمت خدا کی اس پہ برستی ہے بے گماں
مہکا ہوا ہے حامدؔ و خانمؔ کا گلستاں

عامرؔ کے اور ہماؔ کے دلوں کو قرار ہے
صارمؔ بشکلِ رحمتِ پرور دگار ہے

سب کی یہی دعا ہے اسے ہو خوشی نصیب
مشکل جہاں کی آئے نہ اس کے کبھی قریب

دونوں جہاں میں اس کو ملیں سر بلندیاں
نازاں رہے نصیب پہ صارمؔ کے کہکشاں

پڑھ لکھ کے خوب نام کرے خاندان کا
خوشیاں بنیں نتیجہ ہر اک امتحان کا

## ۷۸۶

## عزیزی علی یاور مرزا خلف محمد بابر مرزا کی پیدائش پر۔

یہ سال جاتے جاتے خوشی دے گیا مجھے
تحفہ مرا بشکلِ علی دے گیا مجھے

اللہ کے کرم کی کوئی انتہا نہیں
خواہش تھی جس کی مجھ کو وہی دے گیا مجھے

## ۷۸۶

## اپنی پیاری پوتی بنتِ محمد بابر مرزا علینہ ثانیہ مرزا کے لئے

اب علینہ مری نگاہ میں ہے
لطف جینے کا اس کی چاہ میں ہے

اس پہ رحمت کی بارشیں ہوں گی
میرے سرکار کی پناہ میں ہے

چاند سورج کا ذکر کیا کرنا
انکی منزل تو اس کی راہ میں ہے

رکھئے اُمید نعمتیں پائیں
نا امیدی بڑے گناہ میں ہے

آخرت کے سفر کی فکر نہیں
عشقِ سرکارؐ زادِ راہ میں ہے

میں بہت دور ہوں مدینے سے
دل مگر انکی بارگاہ میں ہے

جو سکونِ حیات ہے حامدؔ
میرے مرشد کی بارگاہ میں ہے

# مشاعرہ ۲۰۰۵ء

انجمن یادگارِ رؤف امروہہ کا بیسواں طرحی نعتیہ مشاعرہ ۲۶ نومبر ۲۰۰۵ء

کو حضرتِ رؤف امروہوی کے مکان پر زیرِ صدارت محترم ڈاکٹر وقار الحسن

صدیقی افسر بکارِ خاص رضا لائبریری رامپور منعقد ہوا۔

مصرع ہائے طرح۔

۱۔ ہماری مغفرت ہے ساقیٔ کوثر سے وابستہ۔

۲۔ میں نہ جاؤں گا کہیں آقا کا در ہوتے ہوئے۔

۳۔ ہے مومنوں کے دل کی تمنا تری گلی۔

اس مشاعرے کی ایک خصوصیت یہ بھی رہی کہ حضرتِ رؤف امروہوی کے تیسرے صابزادے مرزا ساجد حسین ساجد امرہوی کے دوسرے نعتیہ مجموعہ (آرزوئے بخشش) کی رونمائی بھی محترم ڈاکٹر وقار الحسن صاحب کے دستِ مبارک سے ہوئی اور کلیدی مقالہ مشہور محقق ڈاکٹر شعائر اللہ خاں صاحب رامپوری نے پیش کیا۔

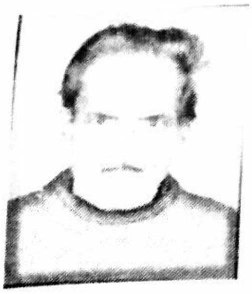

## کوائف

## شوقؔ امروہوی

نام۔ ذیشان علی شوقؔ امروہوی

تخلص۔شوقؔ

تلمذ۔بسمل قریشی مرحوم

پیدائش۔۱۹۴۹ء

پتہ۔اونچا قاضی زادہ امروہہ

موبائل نمبر۔09286699314

## ذیشان احمد شوقؔ امروہوی

رہے ہیں اور رہیں گے شاہِ بحر و بر سے وابستہ
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

مئےِ عشقِ نبیؐ کا جام ہے جن کے مقدر میں
وہی ہیں در حقیقت ساقئی کوثر سے وابستہ

بڑے آرام سے کٹتی ہے اسکی زندگی یارو
یہاں جو بھی ہوا ہے دامنِ سرور سے وابستہ

اسی دن سے مجھے راس آگئی ہے زندگی آقاؐ
ہوا غم آپکا جب سے دلِ مضطر سے وابستہ

ہمارا بھی سلامِ شوق آقا سے صبا کہنا
سنا ہے تو ازل سے ہے انھیں کے در سے وابستہ

دیا امن و اماں کا درس جس نے ساری دنیا کو
ہماری زندگانی ہے اسی رہبر سے وابستہ

# کوائف

## رسؔوا امروہوی

نام۔ نایاب احمد

تخلص۔ رسؔوا امروہوی

ولدیت۔ احمد بخش سلمانی

تلمذ۔ مرزا ساجد حسین ساجؔد امروہوی

مشغلہ۔ ملازمت

پیدائش۔ ۱۹۳۰

پتہ۔ مقیم حال ممبئی

## نایاب احمد رسؔوا امروہوی

مقدر اس کا تھا بے شک مہ و اختر سے وابستہ
مسلماں دل سے تھا جب دین کے سرور سے وابستہ

ہماری زندگی ہے مالکِ داور سے وابستہ
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

نصیب اسکا ہے اسکا ہے مقدر اس کی قسمت ہے
جو ہو جاتا ہے دل سے دامنِ سرور سے وابستہ

ہم انکے نام لیوا ہیں ہماری بات مت پوچھو
ہمارا گھر کا گھر ہے آپ ہی کے گھر سے وابستہ

زمانے بھر کو جس نے سیدھی سچی راہ دکھلائی
وہ رہبر ہے ہمارا ہم ہیں اس رہبر سے وابستہ

بڑے آرام سے رسؔوا کٹی ہے زندگی اپنی
نبی کا غم ہوا جب سے دلِ مضطر سے وابستہ

## کوائف

## بھونؔ امروہوی

نام۔ بھونیشؔ کمار شرما

تخلص۔ بھونؔ امروہوی

تلمذ۔ غمگین امروہوی، واحدؔ امروہوی

ولدیت۔ آنجہانی منشی لعل شرما

تعلیم۔ ایم۔ اے۔ اکونامکس

مشغلہ۔ تجارت

پیدائش۔ یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء

اشاعت وطباعت۔ مشاہیرِ امروہہ پر ایک ضخیم کتاب 'امروہہ کے گرد' منظرِ عام آنے والی ہے، مجموعۂ کلام بھی جلد ہی شائع ہونے والا ہے۔

## بھونیش کمار بھونؔ امروہوی

سوچتا ہوں ایک ہندو کا پسر ہوتے ہوئے
دل مرا آقا ادھر کیوں ہے ادھر ہوتے ہوئے

بِن کرم کے آپکے میں نعت کہہ سکتا نہیں
شعر گوئی کا سلیقہ اور ہنر ہوتے ہوئے

ہیں مسلمانو محمدؐ رحمتہ اللعالمیں
صرف اپنا کہتے ہو کیوں دیدہ ور ہوتے ہوئے

دے نہ جنت کا تو لالچ جیتے جی رضواں مجھے
میں نہ جاؤں گا کہیں آقا کا در ہوتے ہوئے

نعت کہتے کہتے آقا میں تمہارا ہو گیا
ایک ہندو اور برہمن کا پسر ہوتے ہوئے

سیفی کے گھر آئیں گے آقا تو لوگو دیکھنا
جائیں گے وہ مجھ برہمن کے بھی گھر ہوتے ہوئے

آس درشن کی لگائے کب سے بیٹھا ہے بھونؔ
اک نظر اس پر بھی ہو آقا گذر ہوتے ہوئے

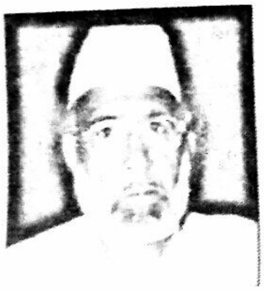

## کوائف

## عاصمؔ امروہوی

نام : عاصمؔ امروہوی

تخلص: عاصمؔ امروہوی

ولدیت: شریف احمد صاحب

تلمذ: مرزا ساجدؔ امروہوی صاحب

پیدائش: ۲؍اکتوبر ۱۹۵۲ء

مشغلہ: محکمۂ آب پاشی

## عاصمؔ امروہوی

نہیں ہے نامۂ اعمال کے دفتر سے وابستہ
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

کریں کیا دعوئِ عشقِ نبیؐ جب سیرتاً انسے
نہ ہم اندر سے وابستہ نہ ہم باہر سے وابستہ

رسائی انکی ہے لوح و قلم اور عرشِ اعظم تک
جو اپنے سر کو رکھتے ہیں نبیؐ کے در سے وابستہ

رلا تے ہیں جسے بھی آپ اپنا غم عطا کرکے
خدا کی رحمتیں ہیں اسکی چشمِ تر سے وابستہ

وہی ہیں جانشیں صدیقؓ کے فاروقؓ و عثمانؓ کے
جواں مردی ہے جنکی بازوئے حیدرؓ سے وابستہ

یونہی ذکرِ نبی ہوتا رہے سجتی رہے محفل
قیامت تک رہے یہ سلسلہ اس گھر سے وابستہ

اسے شمس و قمر سے پھر کوئی نسبت نہیں عاصمؔ
جو ذرہ ہوگیا انکے رخِ انور سے وابستہ

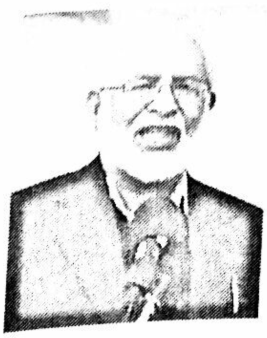

## کوائف

## حامدؔ امروہوی

نام۔الحاج مرزا حامد حسین حامدؔ امروہوی

ولدیت۔حضرت الحاج ماسٹر عبدالرؤف رؤفؔ امروہوی

پتہ۔شکاگو امریکہ

تلمذ۔کوثر القادری، سیفیؔ امروہوی

تعلیم۔ہائی اسکول

پیشہ۔ریٹائرڈ کلیرکل اسٹاف اے۔ایم۔یو علی گڑھ

پیدائش۔۱۹۳۵ء امروہہ

تصانیف۔مدحت کے پھول، خیابانِ ارم، جوئبارِ بخشش (اردو اور رومن)، وسیلۂ بخشش، ذریعۂ بخشش۔

اہلیہ سردار خانم مخفیؔ کا کلام ''متاعِ مخفیؔ'' کے نام سے منظرِ عام پر آچکا ہے۔

## حامدامروہوی مقیم حال امریکہ

کاش یوں دیکھوں دعاؤں میں اثر ہوتے ہوئے
جاؤں میں اللہ کے گھر انکے گھر ہوتے ہوئے

دیر کب لگتی ہے قصہ مختصر ہوتے ہوئے
ہم بھی دیکھیں گے شبِ غم کی سحر ہوتے ہوئے

دیکھ کر کعبے کو مانگا ہے دعاؤں میں اثر
اب نہ دیکھوں گا دعا کو بے اثر ہوتے ہوئے

شامِ غم کا میری دنیا میں تصور ہی نہیں
میں نے دیکھی ہے مدینے میں سحر ہوتے ہوئے

ان کی چشمِ لطف کا اعجاز اللہ و غنی
سب نے دیکھا میرے اشکوں کو گہر ہوتے ہوئے

اپنے ہی اعمال کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہیں
ہم مسلماں امتِ خیر البشر ہوتے ہوئے

آپ کی چشمِ کرم تو دیکھ سکتی ہی نہیں
میرا دامن آنسوؤں سے تر بتر ہوتے ہوئے

حمدِ حق اور نعتِ سرکارِ دوعالم لب پہ ہے
کیوں کروں فکرِ سفر زادِ سفر ہوتے ہوئے

انکی رحمت کے تصدق مطمئن رہتا ہوں میں
پرسشِ روزِ جزا کا دل میں ڈر ہوتے ہوئے

رحمتوں کے کارواں آئے ہیں استقبال کو
ایسا لگتا ہے وہ گذریں گے ادھر ہوتے ہوئے

فائدہ حامدؔ ہے کیا اس قوتِ پرواز کا
جو نہ جائیں سوئے طیبہ بال و پر ہوتے ہوئے

## قایم حسین قایؔم امروہوی

خدا شاہد نہیں اعمال کے دفتر سے وابستہ
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

ہمارا سلسلہ ملتا ہے سرکارِ دو عالم سے
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

ہمیں وہ خود بچالینگے قیامت میں جہنم سے
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

ہماری مغفرت کے واسطے تم کیوں پریشاں ہو
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

تماری مغفرت کو کون آئے گا سرِ محشر
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

کبھی یہ تم نے سوچا ہے کہ ہم آلِ پیمبر ہیں
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

ہمارے ساتھ ہونگے حشر میں سب انبیاء قایؔم
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

## کوائف

## اظہرؔ امروہوی

نام۔مرزا اظہرؔ شہاب

تخلص۔اظہرؔ امروہوی

ولدیت۔مرزا محمد زبیرؔ ابنِ سیفیؔ امروہوی

پتہ۔محلّہ صدّو امروہہ۔

تلمذ۔مرزا ساجدؔ امروہوی، زبیر ابنِ سیفیؔ امروہوی

تعلیم۔زیرِ تعلیم (بے۔اے سال دوم)

پیدائش۔۱۹۹۴ء امروہہ۔

## مرزا اظہرؔ شہاب امروہوی

سوئے جنت جاؤں میں طیبہ نگر ہوتے ہوئے
موت آئے انکے کوچے سے گذر ہوتے ہوئے

عین ممکن ہے کہ آقا کی عنایت کے طفیل
میں پہنچ جاؤں وہاں بے بال و پر ہوتے ہوئے

اک کشش ہے جس نے دامن کھینچ رکھا ہے مرا
کیسے جاؤں گا کہیں آقا کا در ہوتے ہوئے

نکہتوں کے قافلے آئے تو اندازہ ہوا
آج گذریں گے مرے آقا ادھر ہوتے ہوئے

صدق دل سے ان کے صدقے میں دعائیں مانگئے
دیر کیوں ہوگی دعاؤں میں اثر ہوتے ہوئے

دین و دنیا کی سعادت چاہئے اظہرؔ اگر
مت بھٹکنا انکے منظورِ نظر ہوتے ہوئے

# کوائف

## مسرورؔ جوہر امروہوی

نام :سید مسرور حسن عرف زبیر

تخلص: مسرور جوہرؔ

ولدیت: مولانا سید مشہود الحسن حسنی القادری، (شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ، دہلی)

پیدائش: ۲رفروری ۱۹۵۲ء (امروہہ)

پیشہ: ملازمت

## مسرور جوہرامروہوی

غلامِ مصطفےٰؐ ہوتے نہیں ہیں ڈر سے وابستہ
سروں کو اپنے کر دیتے ہیں وہ خنجر سے وابستہ

تری ناکامیاں تو یہ بتاتی ہیں کہ تیرا دل
ابھی آقا سے ہو پایا نہیں اندر سے وابستہ

جبیں پھر آستانِ ظلم پر جھک ہی نہیں سکتی
جو سچے دل سے ہم ہو جائیں پیغمبر سے وابستہ

مجھے تاجِ قناعت مل چکا ہے اپنے آقا سے
نہیں اس واسطے دنیا کے مال و زر سے وابستہ

خدارا جتنی یادیں آئیں میرے دل مدینے کی
وہ سب یادیں ہوں میری ذاتِ پیغمبر سے وابستہ

تصور میں میرے اس روضۂ اقدس کے جلوے ہیں
خدا رکھے ہمیشہ بس اسی منظر سے وابستہ

## مسرور جوہر مسرور امروہوی

دیکھتا ہوں خود کو میں گردِ سفر ہوتے ہوئے
منزلِ عشقِ نبی لگتی ہے سر ہوتے ہوئے

اس عقیدے نے عقیدت میں اضافہ کر دیا
رحمتہ اللعالمیں ہیں وہ بشر ہوتے ہوئے

سیر چشموں کو چمن زارِ رسالت نے کیا
جو ترستے تھے نظاروں کو نظر ہوتے ہوئے

خُلقِ احمدؐ پر ہوئی ایسی فدا خلقِ خدا
زیر ہوتے جا رہے تھے سب زبر ہوتے ہوئے

چوم لیتا کاش وہ آنکھیں جنہوں نے دشت میں
دانۂ مصداق کو دیکھا شجر ہوتے ہوئے

دیکھتے جوہؔر خدارا یہ چراغِ آگہی
طاقِ شب مت ڈھونڈ محرابِ سحر ہوتے ہوئے

# ماؔہر سیتاپوری

کہو انسے جو رہتے ہیں فساد و شر سے وابستہ
انھیں ہونا پڑیگا دامنِ سرور سے وابستہ

خدا نے جس کو سونپی رہبری ہر ایک عالم کی
خدا کا شُکر ہے ہم ہیں اسی رہبر سے وابستہ

کوئی بھی مسئلہ عقبیٰ کا ہو چاہے ہو دنیا کا
مرا ہر مسئلہ ہے شافعِ محشر سے وابستہ

کبھی خالدؓ کبھی موسیٰؓ کبھی طارقؒ کبھی قاسمؒ
رہے ہیں یہ سبھی اسلام کے لشکر سے وابستہ

وہ ہونگے اور جو ہر در پہ سر اپنا جھکاتے ہیں
مرا سجدہ ہے اے ماؔہر خدا کے در سے وابستہ

## کوائف

## شہابؔ انور

نام۔ شہابؔ انور صدیقی

تخلص۔ انورؔ امروہوی

ولدیت۔ الحاج نبی محمد صدیقی

تلمذ۔ ڈاکٹر مرزا احمد سیفیؔ امروہوی

تعلیم۔ ایم۔ اے۔ اردو، معلم، ایل۔ ایل۔ بی

مشغلہ۔ وکالت ۱۹۹۲ سے ۱۹۹۶ تک، ۱۹۹۶ سے درس وتدریس

پیدائش۔ یکم جولائی ۱۹۷۰ء

پتہ۔ محلہ کوٹ امروہہ۔

موبائل۔ 7599209043

## شہاب انوؔر امروہوی

بے خبر ایسے ہوئے ہم با خبر ہوتے ہوئے
راہ بر ہم نے چنے ہیں راہبر ہوتے ہوئے

اپنے اشکوں سے درِ سرکار دھونے دو مجھے
کچھ نہیں پانی کی حاجت چشمِ تر ہوتے ہوئے

عشقِ محبوبِ الٰہی میں گزر جائے اگر
زندگی کب مختصر ہے مختصر ہوتے ہوئے

حاجتیں میری ہیں وابستہ درِ سرکار سے
میں نہ جاؤں گا کہیں آقا ا در ہوتے ہوئے

وحشتِ دنیا نے جن کو گھیر رکھا ہے یہاں
وہ نہیں جاتے مدینے مال و زر ہوتے ہوئے

میرا اک پیغام لیجانا شہِ کونین تک
اے صبا جانا ذرا تو میرے گھر ہوتے ہوئے

عشق میں انکے ملا انوؔر ہمیں اعزاز یہ
با ہنر کہلائے ہم بھی بے ہنر کہتے ہوئے

# کوائف

## افسرؔ امروہوی

نام۔ مرزا افسرؔ حسن بیگ

تخلص۔ افسرؔ امروہوی

ولدیت۔ محبّ حسن بیگ مرحوم

تلمذ۔ حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدیؒ

تعلیم۔ ایم۔ اے۔ انگریزی، اردو، سیاسیات، بی۔ ایڈ (علیگ)

مشغلہ۔ مدرسی (ریٹائرڈ لیکچرار انگریزی) گورمنٹ انٹر کالج، امروہہ

پیدائش۔ ۹ر مئی ۱۹۴۲ء

مجموعہ۔ 'سرمایہ'

پتا۔ مغل گیٹ، چاہ غوری، امروہہ 244221

فون۔ 05922-250173

## مرزا افسر حسن بیگ افسرؔ امروہوی

کچھ نہیں مشکل عنایت کی نظر ہوتے ہوئے
نعت کہہ لیتا ہے افسرؔ بے ہنر ہوتے ہوئے

شان یہ کیسی عطا فرمائی ہے رب نے انھیں
ہیں بشر کی فہم سے بالا بشر ہوتے ہوئے

اہلِ طائف نے جو دیکھے صبر و ضبطِ مصطفےٰؐ
درد بھی دینے لگے بے داد گر ہوتے ہوئے

سر میں سودا ہے تو پتھر سے علاقہ بھی تو ہو
اب یہ محرومی نبی کا سنگِ در ہوتے ہوئے

گر نہ ہو آنکھوں میں خاکِ پائے ختم المرسلیں
لوگ ہو جاتے ہیں اندھے در بدر ہوتے ہوئے

یہ نوازش یہ کرم یہ لطف دیکھے تو کوئی
ہم ہیں طیبہ کے سفر میں اپنے گھر ہوتے ہوئے

معجزہ ہے یا یہ عادت ہے کہ اب لاکھوں غلام
اُڑ کے جاتے ہیں وہاں بے بال و پر ہوتے ہوئے

شان تو دیکھو اذاں جب تک نہ دیں حضرت بلالؓ
ہو نہیں سکتی سحر وقتِ سحر ہوتے ہوئے

یہ جو حجرہ عائشہؓ کا ہے یہیں ملتے ہیں وہ
جائیے اللہ کے گھر انکے گھر ہوتے ہوئے

## حسن ضیاؔء ایڈوکیٹ امروہوی

دیکھتے کب تک ہمیں وہ در بدر ہوتے ہوئے
رہبری وہ کیوں نہ کرتے راہبر ہوتے ہوئے

جو ہوا اس در کا وہ کہتا ہے پھر سب سے یہی
میں نہ جاؤں گا کہیں آقاؐ کا در ہوتے ہوئے

اے تصور تیرے قرباں آفریں صد آفریں
انکے گھر ہوتا ہوں اکثر اپنے گھر ہوتے ہوئے

وہ بلائیں تو چلا جاتا ہے مفلس بھی وہاں
وہ نہ چاہیں جس کو رہ جاتا ہے زر ہوتے ہوئے

تھوڑی خوشبو انکی گلیوں کی اڑا لا اے صبا
اور معطر ذہن و دل کر جا ادھر ہوتے ہوئے

ڈوبا سورج بھی پلٹ آیا اشارہ دیکھ کر
اور دیکھا سب نے دو ٹکڑے قمر ہوتے ہوئے

ہے ضیاؔء کی آرزو اتنی شہنشاہِ امم
دیکھ لے وہ بھی مدینے میں سحر ہوتے ہوئے

## حکیم مشکور حسین ساغر لکھیم پوری

ترا در چھوڑ کر ہوتے ہیں جو ہر در سے وابستہ
الٰہی ان کو کردے خالقِ اکبر سے وابستہ

خدیجہؓ ہو گئیں جب آمنہؓ کے گھر سے وابستہ
خدا نے کردیا اسلام کے زیور سے وابستہ

سوا اللہ کے وہ غیر کو سجدہ نہیں کرتے
جو ہوتے ہیں محمدؐ مصطفٰے کے در سے وابستہ

اذاں کا لطف سجدے کا مزہ خطبے کی شیرینی
ہے اس مینار سے محراب سے منبر سے وابستہ

ملے گی روزِ محشر سب سے پہلے روزہ داروں کو
مئے کوثر ہے دستِ ساقئ کوثر سے وابستہ

فرشتے جن کے در پر روز آتے ہیں سلامی کو
مرے اللہ مجھ کو رکھ انھیں کے در سے وابستہ

ستارے چاند سورج کہکشاں نورِ سحر گاہی
یہ ہیں حسنِ مجسم کے رخِ انور سے وابستہ

نہ ہے داؤدؑ و موسیٰؑ سے نہ ابراہیمؑ و عیسیٰؑ سے
ہمارا مسئلہ ہے شافعِ محشر سے وابستہ

صداقت کیا عدالت کیا سخاوت کیا شجاعت کیا
یہ چاروں ہیں حبیبِ کبریا کے در سے وابستہ

بڑھائی عظمتِ مولودِ کعبہ ربِ کعبہ نے
پیمبر نے کیا حیدرؓ کو جب خیبر سے وابستہ

حجازِ پاک میں دیکھا ہے اس حالت میں ساغرؔ کو
کبھی اس در سے وابستہ کبھی اس در سے وابستہ

## کوائف

## بیباکؔ امروہوی

نام ۔ سید شانِ حیدر خاندانی نام عمّار یاسر نقوی بن سید ناصر حسین نقوی

تخلص ۔ بیباکؔ امروہوی

تعلیم ۔ ایم ۔ اے (اردو، علمِ معاشرہ، ریاضی) ۔ بی ۔ ایڈ

مشغلہ ۔ ریٹائرڈ لیکچرر امام المدارس امروہہ

پیدائش ۔ ۱۹۴۷ء

اصنافِ سخن ۔ نعت، منقبت، سلام، مرثیہ، رباعیات، طنز و مزاح، غزل

ایوارڈ ز انٹرنیشنل ایوارڈ برائے مدحت منجانب میر غلامانِ حسینی گورگان جمہوریہ ایران، آئی ۔ ایف ۔ ٹی ۔ سی ۔ ایوارڈ منجانب ماروا انسٹیٹیوٹ نوئڈا، علامہ نسیم امروہوی ایوارڈ منجانب ساداتِ امروہہ ویلفئر آرگنائیزیشن اور امام رضا فاؤنڈیشن ثقافتی مرکز دہلی ۔

## شانِ حیدر بیباکؔ امروہوی

بشر ہو جائے گر خیر البشر کے در سے وابستہ
تو پھر ناکامیاں کیوں ہوں دلِ مضطر سے وابستہ

کھڑا ہوں سر جھکائے سامنے ہو گنبدِ خضریٰ
مری سب آرزوئیں ہیں اسی منظر سے وابستہ

یہ سورج چاند تارے کہکشائیں ان کے باعث ہیں
ضیاء سب کی ہے آقا کے رخِ انور سے وابستہ

یہی ہے آرزو محشر میں آقا کی صدا سن لوں
فرشتو چھوڑ دو یہ ہے ہمارے گھر سے وابستہ

تصور ہی نہیں اسلام میں دہشت پسندی کا
مسلمانوں سے کب ہے یہ ہے اہلِ شر سے وابستہ

کہاں کا تفرقہ کیسی لڑائی بھائی بھائی ہیں
اگر ہوجائیں ہم سب قولِ پیغمبرؐ سے وابستہ

جہاں بھی ذکرِ محبوبِ خدا بیباکؔ ہوتا ہے
بلائیں کیسے ہو سکتی ہیں ایسے گھر سے وابستہ

## محمد احمد بقا امروہوی

نمازوں سے نہ روزوں سے نہ چشمِ تر سے وابستہ
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

مصیبت میں ہوئے یوں یار پیغمبر سے وابستہ
کوئی منزل سے وابستہ کوئی بستر سے وابستہ

کبھی تو رنگ لائے گی ہماری یہ جنوں خیزی
کبھی آنکھیں ہماری ہونگی انکے در سے وابستہ

سمیٹوں گا سنبھالوں گا اسے آنکھوں میں رکھوں گا
متاعِ اشک ہے یہ روضۂ اطہر سے وابستہ

نہ ہو جذبِ بلالی تو محبت میں مزہ کیا ہے
رکھا کرتے ہیں عاشق اپنا سر پتھر سے وابستہ

ہمارا آپ کا گھر سایۂ رحمت اثر میں ہے
کہیں جاؤ مگر رہنا ہمیشہ گھر سے وابستہ

عمرؓ نے دیدۂ بینا سے جس منظر کو دیکھا ہے
رکھو ایمان کو اپنے اسی منظر سے وابستہ

سنامی لہر اٹھے یا کہیں اب زلزلہ آئے
مجھے کیا میں ہوا ہوں شاہِ بحر و بر سے وابستہ

بقاؔ دیکھیں اُلٹ کر اپنی اپنی آستینوں کو
بظاہر انسے لگتے ہیں سبھی باہر سے وابستہ

# کوائف

## سرفرازؔ امروہوی

نام۔ سرفراز حسین سرفراز امروہوی

تخلص۔سرفرازؔ

ولدیت۔سجاد حسین غمگینؔ امروہوی مرحوم

تلمذ۔محمد احمد بقا مرحوم

پیدائش۔۱۳دسمبر ۱۹۵۵ء

## سرفرازؔ غمگینی امروہوی

ہے مدینہ خلد جیسا یہ خبر ہوتے ہوئے
میں نہ جاؤں گا کہیں آقا کا در ہوتے ہوئے

معتبر لگتا نہیں وہ معتبر ہوتے ہوئے
جو نہ طیبہ کو گیا زادِ سفر ہوتے ہوئے

جس زمیں پر رکھے ہوں پاؤں مرے سرکارؐ نے
کیوں چلوں میں اس جگہ پیروں سے، سر ہوتے ہوئے

جب سے دیواروں پہ میں نے لکھا ہے آقا کا نام
تب سے جاتے ہیں ملائک میرے گھر ہوتے ہوئے

میری قسمت میں طوافِ گنبدِ خضریٰ نہیں
بے بصر لگتا ہوں میں صاحب نظر ہوتے ہوئے

ہے یقیں اک روز مجھ کو بھی طلب فرماؤ گے
کب تلک دیکھو گے میری چشمِ تر ہوتے ہوئے

لگتا ہے غمگیںؔ پسِ پردہ ہیں اس دم سرفرازؔ
ورنہ تو کیا نعت لکھتا بے ہنر ہوتے ہوئے

# کوائف

## کوثر امروہوی

نام۔محمد شکور

تخلص۔کوثر امروہوی

ولدیت۔منشی محمد فرمود صدیقی

تلمذ۔ڈاکٹر مرزا احمد حسین سیفی امروہوی

تعلیم۔ایم۔اے۔اردو، بی۔ایڈ

مشغلہ۔درس وتدریس

پیدائش۔یکم جنوری ۱۹۶۱ء

مستقل سکونت۔ c-25/2 Gali No 3 Chauhan

Bangar jafrabad

## شکور احمد کوثر امروہوی

وہ رہا مفلس کا مفلس مال و زر ہوتے ہوئے
جو نہیں پہنچا وہاں زادِ سفر ہوتے ہوئے

دل یہ کہتا ہے مدینے میں چلوں میں سر کے بل
پاؤں سے چلنا مناسب کب ہے سر ہوتے ہوئے

کشتئ دینِ محمدؐ میں جو ہوتا ہے سوار
پار اُتر جاتا ہے دریا میں بھنور ہوتے ہوئے

انتظار انکے بلاوے کا ہے مجھکو ہر گھڑی
مدتیں گذریں یوں ہی شام و سحر ہوتے ہوئے

فرقتِ سرکار میں اب ایسی حالت ہے میری
عمر لمبی لگ رہی ہے مختصر ہوتے ہوئے

جس کو بس دستِ مبارک سے ذرا چھو دیں حضور
اس میں آجاتے ہیں پھل سوکھا شجر ہوتے ہوئے

نعتِ سرور کا تو کوثر حق نہیں ہوگا ادا
پاس تیرے شعر گوئی کا ہنر ہوتے ہوئے

# کوائف

## اظہرؔ عنایتی رامپوری

نام۔اظہرؔ علی خاں

تخلص۔اظہرؔ

تلمذ۔حضرت محشرؔ عنایتی رامپوری

تعلیم۔بی۔اے،ایل۔ایل۔بی (ایڈوکیٹ)

غزلیات کے مجموعے۔ا۔خودکلامی،۲۔اپنی تصویر،۳۔جھونکا نئے موسم کا،۴۔ ہاتھ میں ہاتھ ہواؤں کا لئے

شخصیت اور فن کے حوالے سے کتابیں۔اظہرؔ عنایتی ''ایک سخنور''۔اظہرؔ عنایتی اور غزل (ہندی رسم الخط میں)

بیرونی ممالک کے مشاعروں میں

شرکت۔امریکہ،پاکستان،مسقط،بحرین،سعودی عرب،دبئی، شارجہ،العین،ابوظہبی،لندن۔

## اظہر عنایتی رامپوری

پہچان ہر زمانے میں تنہا تری گلی
اللہ تک رسائی کا رستہ تری گلی

دنیا کی یاد ہی نہیں آئی خدا گواہ
دنیا سے ہے الگ کوئی دنیا تری گلی

انداز ہی نرالا تیری رحمتوں کا ہے
تکتی ہے عاصیوں کا بھی رستہ تری گلی

کیا دیکھنے کو اور ہے باقی جہان میں
کیا دیکھے اور دیکھنے والا تری گلی

اس کو نجات حشر کے سورج سے مل گئی
جسکو بھی مل گیا ترا سایہ تری گلی

انسان کو بناتی ہے کامل یہ دہر میں
رکھتی نہیں کسی کو ادھورا تری گلی

خود جذبِ عشق اس کو دکھائے گا راستہ
خود ڈھونڈلیگا ڈھونڈنے والا تری گلی

## اظہرؔ عنایتی رامپوری

فخر ہوتا ہے یہاں دریوزہ گر ہوتے ہوئے
میں نہ جاؤں گا کہیں آقاؐ کا در ہوتے ہوئے

سر جھکا دینا تو اس در پر رواجِ عام ہے
دل جھکانا چاہتا ہوں میں تو سر ہوتے ہوئے

آپ سے پہلے بصیرت ہی کہاں دنیا میں تھی
کچھ نظر آتا نہ تھا اہلِ نظر ہوتے ہوئے

رشک گلزاروں کو ہے تجھ پر عرب کے ریگزار
تو نے دیکھی ہے رسالت کی سحر ہوتے ہوئے

یہ کرم ہے آپ ہی کی فکر کاانسان پر
یہ اڑانوں میں جو ہے بے بال و پر ہوتے ہوئے

آپ جب آئے تو آئی زندگی بھی راہ پر
ورنہ بھٹکے ہم بہت شمس و قمر ہوتے ہوئے

میرے آقا جانتے ہیں خوب اشکوں کی زباں
کیا کہوں اظہرؔ زباں سے چشمِ تر ہوتے ہوئے

## حافظ شمیم احمد شمیمؔ امروہوی

روز و شب ذکرِ شہِ جن و بشر ہوتے ہوئے
عمر کٹ جائے اسی صورت بسر ہوتے ہوئے

تم نے انکے واسطے سے مانگ کر دیکھا نہیں
ہم نے دیکھا ہے دعاؤں میں اثر ہوتے ہوئے

انکی عادت ہی نہیں مجھ کو پریشاں دیکھنا
کیسے دیکھیں گے وہ مجھ کو در بدر ہوتے ہوئے

پھر سدا گذریں ادھر سے نکہتوں کے قافلے
ایک بار آقا مرے گذریں جدھر ہوتے ہوئے

بس زبانی دعوئِ عشقِ نبیؐ بیکار ہے
مدتیں لگتی ہیں سجدے معتبر ہوتے ہوئے

میری جانب جب اُٹھے گی ان کی چشمِ نور پاش
میں بھی دیکھوں گا شبِ غم کی سحر ہوتے ہوئے

تم بھی سن لینا شمیمؔ آقا کے لطفِ خاص سے
مہر ذرے کو تو قطرے کو گہر ہوتے ہوئے

# کوائف

## سید مرتضیٰ فرحت رامپوری

نام۔ سید مرتضیٰ علی

تخلص۔ فرحتؔ

تلمذ۔ شوقؔ اثری

تعلیم۔ ایم۔ اے

پیدائش۔ ۱۹۴۴ء

وفات۔ ۲۰۰۸ء

## مرتضیٰ فرحت رامپوری

جنونِ شوق کب ہے حور یا کوثر سے وابستہ
ہوا ہے وہ جمالِ شافعِ محشر سے وابستہ

ہمارا دل تو خود روشن گرِ خورشید کا گھر ہے
نصیبہ کب ہمارا ہے مہہ و اختر سے وابستہ

تمہارے در کی دربانی نے یہ کیسا شرف بخشا
جہاں کا عیشِ فانی ہو گیا ٹھوکر سے وابستہ

زمیں نے زندگی بھر آپکا سایہ نہیں دیکھا
ہوا کرتا ہے سایہ خاک کے پیکر سے وابستہ

نبیؐ جی دیکھئے امت پہ کیسا وقت آیا ہے
کہ ظالم ، مسلموں کو کر رہے ہیں شر سے وابستہ

مری آنکھوں کو ہر منظر جہاں کا سبز لگتا ہے
مری آکھیں ہوئی ہیں گنبدِ خضریٰ سے وابستہ

فرشتے دیکھتے ہی قبر میں صورت مری کہہ دیں
یہ بندہ صاف لگتا ہے نبیؐ کے گھر سے وابستہ

الٰہی فرحتؔ عاصی پہ بس اتنا کرم کر دے
اویسِ قرنؓ کی دیوانگی ہو سر سے وابستہ

ہے رحمتوں کا عام تماشہ تری گلی
ہے رحمتوں کا سیدھا سا رستہ تری گلی
کیوں جاکے کوہِ طور پہ رب کو پکارتے
گر دیکھ لیتے حضرتِ موسیٰؑ تری گلی
صورت نہ تھی کہ ہو ترے گھر سے مقابلہ
باغِ جناں کا نام بھی ہوتا تری گلی
باغِ بہشت و حور و شراب و ثمر نہیں
ہے مومنوں کے دل کی تمنا تری گلی
فرحتؔ کے دل کی آرزو آقا کے ہاتھ ہے
جو چاہتا ہے دیکھے دوبارہ تری گلی

## مرتضیٰ فرحتؔ رامپوری

دیر کیا لگتی ہے آقاؐ کی نظر ہوتے ہوئے
سنگ ریزوں کو نہیں دیکھا گہر ہوتے ہوئے

اس شکستہ دل کو لیکر کس طرف جاؤں گا میں
اک محمد مصطفیٰؐ سا شیشہ گر ہوتے ہوئے

کیا ہوا یہ امتِ ابیض ہوئی کیسے مریض
نسخۂ شافی کے ہوتے چارہ گر ہوتے ہوئے

ہم گنہگاروں کے حامی شافعِ محشر تو ہیں
میں کہاں مایوس ہوں محشر کا ڈر ہوتے ہوئے

میں ہوں انکا امتی جنت مرے حصے میں ہے
کیا تذبذب اطلاعِ معتبر ہوتے ہوئے

فخر سے کہتا ہوں فرحتؔ ان کی امت میں ہوں میں
عرشِ اعظم پر گئے تھے جو بشر ہوتے ہوئے

## عقیلؔ نعمانی بریلوی

دیکھی ہے جب سے خواب میں آقا تری گلی
آنکھوں میں جاگتی ہے ہمیشہ تری گلی

کھل جائیں مجھ پہ سرِّ نہاں کائنات کے
کر دے جو ایک بار اشارہ تری گلی

لاتی ہے تیری یاد کی خوشبو بھی اپنے ساتھ
آتی نہیں خیال میں تنہا تری گلی

دنیا رہے گی قائم و آباد تب تلک
جب تک رہے گی نازشِ دنیا تری گلی

روئے زمیں پہ آج بھی موضوعِ ذکر ہے
اے شہرِ علم سب سے زیادہ تری گلی

کیا تھی بساط بے سرو سامانِ عشق کی
پھر بھی ترا مریض تھا پہچا تری گلی

دن رات کاش خاک آڑا تا پھروں وہاں
دیکھے مرے جنوں کا تماشہ تری گلی

## ڈاکٹر عظیم امروہوی۔۔۔۔نعتیہ قصیدہ

ہے انساں آج کرارِ ستم پرور سے وابستہ
کہیں دہشت سے وابستہ کہیں پر شر سے وابستہ
کہیں پر نفرت و بغض و عداوت کے اندھیرے ہیں
نہیں ہے یہ محبت کے مہِ انور سے وابستہ
کہیں پہنے ہوئے تاجِ حوس ہے آجکا انساں
کہیں دولت کے منظر اور پس منظر سے وابستہ
کہیں مغرب پرستی نے لباسِ شرم چھینا ہے
نہیں ہے آج یہ آئینۂ خاور سے وابستہ
کہیں رسّی جلی ہے پھر بھی اسکے بل نہیں نکلے
کہ ہے وہ آج بھی مصنوعی کر و فر سے وابستہ
کہیں پر کس قدر غیبت کدے اس نے سجائے ہیں
نہیں ہے سچے دل سے یہ خدا کے گھر سے وابستہ
کہیں پر مسکنِ جبر و شقاوت بھی ہے دل اسکا
یوں ہی تو ہے تفنگ و تیغ سے خنجر سے وابستہ
کہیں پر پاک نظریں ہیں نہ دل ہے اسکا پاکیزہ
یوں ہی نیت نہیں ہے مقصدِ اطہر سے وابستہ

کہیں پر ہے جمود ایسا کہ یہ پستی میں بھی خوش ہے
ارادے کب ترقی کے ہیں بال و پر سے وابستہ
کہیں پر اس قدر حرص و ہوس ہے اور لالچ ہے
کہ رہنا چاہتا ہے صرف مال و زر سے وابستہ
کہیں انسان پر فرعونیت طاری ہے اس درجہ
کہ ذہنی طور پر لگتا ہے یہ ہٹلر سے وابستہ
اب ان حالات کو کیا طول دینا تجھ کو اے شاعر
کر اپنی فکر کو آقائے خشک و تر سے وابستہ
کوئی انساں ہو کیسا بھی مگر ہے غم مسلماں کا
کہ ہے یہ تو جہاں میں امن کے رہبر سے وابستہ
سنا کچھ مطلعِ نو اب تو اے دل اہلِ محفل کو
ہے موضوعِ سخن بہتر سے بھی بہتر سے وابستہ
زمانے کی صراحی سے نہ ہے ساغر سے وابستہ
ہماری پیاس تو ہے ساقئی کوثر سے وابستہ
جبینِ معرفت میری خدا کے گھر سے وابستہ
میرا قلبِ پرُ ارماں مصطفٰےؐ کے در سے وابستہ
جو ہے دنیا کے منظر اور پسِ منظر سے وابستہ

خدا کا شکر ہم ہیں ایسے دیدہ ور سے وابستہ
کوئی آسودۂ دیدار مجھ سا ہو نہیں سکتا
مری آنکھیں ہیں ان کے روضۂ انور سے وابستہ
کہیں پھر اسکا دل تاریک ہرگز ہو نہیں سکتا
جو ہو گا سچے دل سے نور کے پیکر سے وابستہ
اب اس میں آرہے ہیں قافلے آقاؐ کی یادوں کے
یہ میرا صحنِ دل ہے مشک اور عنبر سے وابستہ
مقدر مثلِ کوہِ طور اس انساں کا چمکے گا
جبیں جس کی بھی ہو آقاؐ کے سنگِ در سے وابستہ
ہمارے کل مسائل خود بخود ہی دیکھنا حل ہوں
جو سچے دل سے ہوں دامانِ پیغمبر سے وابستہ
اسے اہلِ جہاں پھر دولتِ کونین کیا کرنی
وہ جس کا قلب ہے آقائے خشک و تر سے وابستہ
بشر تو ہے وہ لیکن مرسلِ اعظم ہے خالق کا
کہ اسکا ہر عمل ہے مرضئِ داور سے وابستہ
مجھے جب تک نہ بلواؤ گے اے آقا مدینے میں
تصور کو رکھونگا روضۂ انور سے وابستہ

# کوائف

## مرزا ساجد امروہوی

نام ۔ الحاج مرزا ساجد حسین ساجد امروہوی

ولدیت ۔ حضرت الحاج ماسٹر عبدالرؤف رؤف امروہوی

پتہ ۔ محلّہ صدّو امروہہ۔

تلمذ ۔ رؤف امروہوی، سیفی امروہوی

تعلیم ۔ بی ۔ ایس ۔ سی، بی ۔ ایڈ، ایم ۔ اے (انگریزی، تاریخ، معاشیات)

پیشہ ۔ ریٹائرڈ لیکچرر آئی ۔ ایم ۔ انٹر کالج امروہہ۔

پیدائش ۔ ۱۹۴۳ء امروہہ۔

تصانیف ۔ رازِ بخشش، آرزوئے بخشش، گہرِ بخشش، دسترس

مرتب ۔ انوارِ رؤف

ایوارڈ ۔ نسیم امروہوی ایوارڈ، انجمنِ سجادیہ محلّہ چھیوڑہ امروہہ، احمد رضا خاں ایوارڈ انڈین کلچرل سوسائیٹی دہلی (بانی میکش امروہوی)

مرزا ساجد حسین ساجدؔ امروہوی سکریٹری انجمن یادگارِ رؤف امروہہ۔

ایوانِ معرفت کا احاطہ تری گلی
مرکز تمام اہل وفا کا تری گلی

اربابِ عقل و ہوش کا کعبہ تری گلی
دیوانگانِ عشق کا قبلہ تری گلی

حق کی رضا ایک طریقہ تری گلی
خلدِ بریں کا ایک ہی رستہ تری گلی

ٹکڑا ہے ایک زمین کا دنیا کے واسطے
پر میری کائناتِ تمنا تری گلی

قریہ ترا پناہِ غریبانِ کائنات
بھٹکے ہوؤں کا ایک سہارا تری گلی

عرضِ نیازِ شوق کی معراج تیرا در
بہرِ نمازِ شوق مصلّے تری گلی

فردوس و خلد و باغِ جناں میرے واسطے
تیرا مکان، تیرا محلّہ، تری گلی

حق بیں نظر کو وادیٔ ایمن ترا مکاں
دستِ زمیں میں ہے یدِ بیضا تری گلی

ساجدؔ تو ہے ہی روزِ ازل سے گدائے در
نوحؑ و مسیحؑ و خضرؑ کا منشا تری گلی

## شمیمؔ نقوی امروہوی

کریں فکرِ رسا کو سیرتِ سرور سے وابستہ
یہ منظر کیوں نہیں ہے اپنے پس منظر سے وابستہ

سخن کو لذتِ نعتِ پیمبر مل تو سکتی ہے
زباں ہو جائے جو شیرینیٔ شکّر سے وابستہ

پہنچ ہی جاؤں گا اک دن نبیؐ کے آستانے پر
ذرا سی شرط ہے پہلے ہوں اپنے گھر سے وابستہ

سنا ہے حشر میں آقاؐ سے اپنا سامنا ہو گا
نہ ہم آراستہ تن سے نہ ہم اندر سے وابستہ

گرفتارِ غم و آلام رہتا ہے زمانے میں
سپاہی جب تلک ہوتا نہیں لشکر سے وابستہ

بنائے دیں یقیناً ذاتِ ختم المرسلیں ٹھہری
بقائے دیں تو ہے اولادِ پیغمبرؐ سے وابستہ

بتاؤ جتنے مشروبات ہیں پینے پلانے کے
ہماری تشنگی ہے ساقیٔ کوثر سے وابستہ

# کوائف

## جنیدؔ اکرم فاروقی

نام۔ جنیدؔ اکرم فاروقی

تخلص۔ جنیدؔ

تلمذ۔ کسی سے نہیں

تعلیم۔ ایم۔ اے اردو، ایم۔ فل۔

پیدائش۔ یکم جولائی ۱۹۶۶ء

کتابیں۔ نسلی امتیازات کے بتوں پر ضربتِ کاری، تعلیم و تربیت کے نفسیاتی اصول، شبِ برات کی حقیقت، آدابِ محفل، دُرِ فرید، نظام الفرائد، نورِ رجب پور، فاروقیانِ امروہہ۔

زیرِ طبع۔ اسلامی آداب، فصاحتِ گفتار۔

## جنیدؔ اکرم فاروقی امروہوی

اللہ رے یہ گنبدِ خضریٰ تری گلی
جاتی ہے سوئے عرشِ معلےٰ تری گلی

دکھلا رہی ہے راستہ سیدھا تری گلی
بھٹکا ہے وہ جو چھوڑ کے گذرا تری گلی

سجدوں کا کر رہی ہے تقاضہ تری گلی
رکھتی ہے تیرے نقشِ کفِ پا تری گلی

کوثر کی کیفیات میں ڈوبی ہوئی فضا
ہے کیف بارِ سورۂ طٰہٰ تری گلی

دنیا کو اس گلی سے ملا آگہی کا درس
ارشاد اب بھی کرتی ہے اقراء تری گلی

محروم کون رہ سکے تیرے کرم سے جب
بانٹے گلی گلی ترا صدقہ تری گلی

مہماں نواز بھی ہے سخاوت شعار بھی
ہے تیرے دل کی طرح کشادہ تری گلی

ساکن تری گلی کے ہیں پہنچے ہوئے سبھی
پہنچا ہوا ہے وہ بھی جو پہنچا تری گلی

وہ کتنے خوش نصیب ہیں جن کو نصیب ہے
تیرا دیار تیرا محلّہ تری گلی

آنکھوں سے بڑھ کے تیرا نصیبا بلند ہے
دل بار بار گھوم کے آیا تری گلی

کیسا شعور بخشا ہے یہ تیرے عشق نے
سمجھے ہے ہر گلی کو دِوانہ تری گلی

اب دوسری گلی کا نہ ہو پائیگا گذر
دل میں بنا چکی مرے رستہ تری گلی

## رامشؔ حیدری رامپوری

گرفتارِ شجر تھے کبھی پتھر سے وابستہ
کیا آقا نے ہم کو خالقِ اکبر سے وابستہ

تڑپ شب بھر خدا کے ذکر و چشمِ تر سے وابستہ
جو دن نکلے تو دن ہو اُسوۂ سرور سے وابستہ

ہوا مایوس جب سمجھا متاعِ زیست دھوکا ہے
کیا لاتقنطو نے خوشنما منظر سے وابستہ

تُلا تھا نفسِ امارہ تو دل تاراج کرنے پر
خدا نے کر دیا ذاتِ سکوں پرور سے وابستہ

اُجالوں کا سفر تو نورِ سرکارِ دو عالم ہے
ہمارا دل قمر سے ہے نہ ہے خاور سے وابستہ

مدینے کا خیال آنے پہ حاجی سوچتے ہونگے
کہ بیت اللہ بھی ہے روضۂ اطہر سے وابستہ

یہ تشنہ ذہن انساں بھول جاتا ہے حقیقت کو
کہ کیا تونے کیا تھا ساقئ کوثر سے وابستہ

## کوائف

## رئیسؔ امروہوی

نام۔ رئیسؔ احمد

تخلص۔رئیسؔ امروہوی

ولدیت۔احمد بخش عرف چھوٹے

تلمذ۔صوفی رفیق احمد آسیؔ امروہوی

پیدائش۔۱۹۵۰ء

پتہ۔محلّہ مجاپوتہ نزد چاہ ملا امان امروہہ۔

## رئیس احمد رئیسؔ امروہوی

ہمارا سر ہے اے لوگو اک ایسے در سے وابستہ
جو در ہے در حقیقت خالقِ اکبر سے وابستہ

وہ جسنے کر لیا ہے گنبدِ خضریٰ کا نظارہ
نظر وہ کیسے ہو جائے کسی منظر سے وابستہ

کسی مشروب کی مرحونِ منت ہو نہیں سکتی
ہماری تشنگی ہے ساقئ کوثر سے وابستہ

ہماری مغفرت میں شک کی گنجائش نہیں کوئی
ہماری مغفرت ہے شافعِ محشر سے وابستہ

وہ جس کا منزلیں خود بڑھ کے استقبال کرتی ہیں
ہمارا کارواں ہے بس اسی رہبر سے وابستہ

محمدؐ کا وہی کہلائیگا جو شخص بھی ہوگا
ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ اور حیدرؓ سے وابستہ

رئیسؔ بے عمل ہوں میں کہاں میرا ٹھکانہ تھا
نہ ہوتیں رحمتیں انکی جو مجھ احقر سے وابستہ

## ڈاکٹر مجاہد فرآز مرادآبادی

سرورِ کونین کی یادوں کا گھر ہوتے ہوئے
دل مدینہ لگ رہا ہے اک کھنڈر ہوتے ہوئے

اس محبت اس عنایت کی نہیں کوئی مثال
ہم سے ذروں کا خیال اور عرش پر ہوتے ہوئے

ڈوبکر عشقِ نبی میں نعت جب کہتا ہوں میں
دیکھتا ہوں اپنے لفظوں کو گہر ہوتے ہوئے

ان دنوں میرا وظیفہ اسمِ احمدؐ ہے فرآز
دیکھ لینا اب مری شب کو سحر ہوتے ہوئے

## دوسری طرح میں نعت

عرب ہی کیا عجم کے بھی ہر اک منظر سے وابستہ
مرے سرکار کی رحمت ہے بحروبر سے وابستہ

کبھی اس گھر سے وابستہ کبھی اس گھر سے وابستہ
بھٹکتے کیوں اگر ہوتے نبی کے در سے وابستہ

وہ منزل ہو کہ رستہ ہو وہ دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو
ہماری رہنمائی ہے اسی رہبر سے وابستہ

فلک انسے زمیں انسے مکاں انسے زماں انسے
کہ تخلیقِ دوعالم تو ہے پیغمبر سے وابستہ

غلامانِ محمدؐ کی غلامی میں بہت خوش ہوں
ہوا ہوں اسطرح میں بھی اسی لشکر سے وابستہ

## مرزا محمد زبیر ابنِ سیفی امروہوی

بسر ہو زندگی تا زیست پیغمبر سے وابستہ
خداوندا ہمیں رکھیو نبیؐ کے در سے وابستہ

خدا شاہد کے جس جس گھر میں انکا ذکر ہوتا ہے
نبیؐ کی رحمتیں ہیں ایسے ہر ہر گھر سے وابستہ

نبی ہیں مرکز و مہور عباداتِ الٰہی کے
رہیں گے مرتے دم تک ہم اسی محور سے وابستہ

ستائے گی سرِ محشر نہ ہمکو پیاس کی شدت
ہماری تشنگی ہے ساقئی کوثر سے وابستہ

وہ امت ہاں وہ امت خیر کی قدریں گنوا بیٹھی
جس امت کو نہ ہونا تھا کسی بھی در سے وابستہ

اگر انکی شفاعت کا سہارا ہو تو ہوجائے
متاعِ اخروی اعمال کے دفتر سے وابستہ

# مشاعرہ ۲۰۰۹ء

انجمن یادگارِ رؤف امروہہ کا چوبیسواں سالانہ طرحی نعتیہ مشاعرہ حسبِ دستورِ قدیم ۱۴ دسمبر ۲۰۰۹ء کو حضرتِ رؤف امروہوی کے مکان پر مشاعرے کا انعقاد ہوا مشاعرے کی صدارت عالی جناب حافظ احمد حسین صاحب مجمع السلاسل مدّظلہٗ العالی نے فرمائی اور نظامت پروفیسر ڈاکٹر مرزا آصف حسین نے فرمائی۔

مصرع ہائے طرح۔

۱۔ خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا۔

۲۔ وہ فضل پہ آجائیں تو پھر عیب و ہنر کیا۔

۳۔ چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے۔

# کوائف

## سعید رامشؔ رامپوری

نام۔ سید رضا القادری

تخلص۔ رامشؔ

تلمذ۔ حضرت محشرؔ رامپوری

پیدائش۔ ۱۹۴۵ء

## جناب رامش حیدری رامش رامپوری

دیر لکھنا نہ حرم اور نہ شوالا لکھنا
وجہِ ایمان مدینے کا اجالا لکھنا

انبیاء میں انھیں ہر ایک سے اعلیٰ لکھنا
کامیابی کو غلامی کا حوالہ لکھنا

کچھ نہ لکھنا انھیں ہر شے کا اجالا لکھنا
تیرگئی رہِ باطل تہ و بالا لکھنا

بات رندی کی نہیں معرفتِ عشق کی ہے
عشقِ سرکارؐ کو وحدت کا پیالا لکھنا

تو ہے مومن تو شکایت غمِ دوراں کی نہ کر
انکی چاہت کو ہر ایک فکر سے بالا لکھنا

لا نہ تمثیل میں دنیا کے کسی عاشق کو
انکے شیدائی کو ہر اک سے نرالا لکھنا

خوبئ ذہن تو ہیں اور سب اصنافِ سخن
خوبئ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

میرے بارے میں کوئی لکھے تو کہنا رامشؔ
میرے آقا کا مجھے چاہنے والا لکھنا

## جناب رامش حیدری رامشؔ رامپوری

انکی نسبت ہے فضلِ باری ہے
ورنہ کیا حیثیت ہماری ہے

انکے روضے سے واپسی کا سماں
دن کٹا ہے نہ شب گزاری ہے

ہم ہمہ وقت وقفِ لہو و لعب
چشمۂ فیض پھر بھی جاری ہے

پھر تو وہ دل ہے مسکنِ شیطاں
یادِ سرکار سے جو عاری ہے

پوچھ مت کیفیاتِ لیل و نہار
قلبِ رامشؔ پہ وجد طاری ہے

## کوائف

## شمیمؔ امروہوی

نام۔ شمیمؔ عباسی

تخلص۔ شمیمؔ امروہوی

تلمذ۔ مرزا افسرؔ حسن بیگ امروہوی

تعلیم۔ ایم۔ اے اردو

پیدائش۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۶۳ء

# شمیم عباسی شمیم امروہوی

سب سے پہلے میرے بچوں کو سکھانا لکھنا
تاکہ آجائے معلم انھیں آقا لکھنا

اس لئے آج بھی انگشت بدنداں ہے جہاں
ایک اُمّی نے سکھایا ہمیں پڑھنا لکھنا

جو نہ پڑھتے ہوں نہ لکھتے ہوں کبھی نامِ نبیؐ
زیب دیتا نہیں ان کو پڑھا لکھّا لکھنا

میں بھی اب فخر سے بیٹھونگا پڑھے لکّھوں میں
میں نے بھی سیکھ لیا نامِ نبیؐ کا لکھنا

شوق ہے چشمِ تصور کا یہی برسوں سے
خانۂ کعبہ بنانا شہِ بطحا لکھنا

اے مورخ قدمِ پاک سے جو لپٹے ہوں
نامناسب سا ہے ان ذروں کو ذرہ لکھنا

مستقل زہد و ریاضت سے لقب ملتا ہے
کھیل سمجھا ہے غلامِ شہِ بطحا لکھنا

زندگی حکمِ محمدؐ پہ گذارے یا رب
میری ہر نسل کی تقدیر میں ایسا لکھنا

چاہے اے مومنو مل جائے حیاتِ ابدی
تب بھی ممکن نہیں آقا کا سراپا لکھنا

میں بھی ہو جاؤں گا معصوم فرشتوں جیسا
مجھسے آجائے جو نعتِ شہِ والا لکھنا

خود ستائی کی غرض سے جو لکھے اس کے لئے
ایک ہی بات ہے بس نعت نہ لکھنا لکھنا

تذکرہ جب بھی لکھو دینِ پیمبر کا شمیمؔ
ان کے ہر ایک صحابی کو ادارہ لکھنا

## پنڈت بھونیش کمار شرما بھونؔ امروہوی

سب جلوہ محمدؐ کا ہے یہ شمس و قمر کیا
سب انکے ہی تابع ہیں شجر اور حجر کیا

انکی تو ثنا قرآں میں اللہ نے کی ہے
اب نعت لکھے گا یہ برہمن کا پسر کا

یوں ہونے کو تو لاکھوں شہنشاہوں کے در ہیں
سرکار کے در سے بھی سوا ہے کوئی در کیا

ہندو ہوں مگر دل میں تو رہتے ہیں محمدؐ
دیکھوں گا بگاڑے گی مرا نارِ سقر کیا

وہ رحمتِ کونین ہیں وہ رحمتِ عالم
وہ فضل پہ آجائیں تو پھر عیب و ہنر کیا

رہتے ہیں ترے دل میں بھونؔ سرورِ کونین
اور اسکے علاوہ ہے ترا رختِ سفر کیا

## مولانا محمد عارف القادری عارفؔ شونالوی

کیا قوتِ بازو میری کیا بال کیا پر کیا
وہ مجھ کو بلاتے ہیں میرا رختِ سفر کیا

کیوں گردشِ دوراں میری راہوں میں کھڑی ہے
طیبہ کا مسافر ہوں میں لگتا نہیں ڈر کیا

کیوں بادِ صبا جھومتی اٹھلاتی چلی ہے
گلزارِ نبیؐ کو ہے ترا عزمِ سفر کیا

جس دن وہ بنائیں گے میرے دل کو مدینہ
خوشبو سے مہک جائیں گے میں کیا میرا گھر کیا

رگ رگ میں بسے ہیں میری سرکار کے نغمے
پھر مجھکو جلائے گی بھلا نارِ سقر کیا

ہے سایہ فگن سر پہ میرے رحمتِ عالی
طوفانِ بلا تکتا ہے حیرت سے ادھر کیا

میزانِ قیامت پہ کھڑا سوچ رہا ہوں
وہ فضل پہ آجائیں تو پھر عیب و ہنر کا

عارفؔ مجھے کافی ہے میرا ماہِ نبوت
تیرا ہے اگر قبر تو پھر خوف و خطر کیا

**مولانا محمد عارف القادری عارفؔ شونالوی**

ہاں مقدم ہے قلم حمدِ خدا کا لکھنا
با ادب پھر مرے آقاؐ کا قصیدہ لکھنا

رب کے محبوب کی میں حمد و ثنا لکھتا ہوں
کام آئیگا بہت حشر میں میرا لکھنا

دیکھ کر وہ رخِ روشن کا بیاں لکھتے تھے
آج ممکن نہیں حسانؓ کے جیسا لکھنا

نعتِ سرکار کی توفیق خدا سے مانگو
خوبئ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

جان و دل ہوش و خرد بیچ دئے ہیں میں نے
مجھ کو سرکار کی رحمت نے خریدا لکھنا

کتنا مشکل ہے حقیقت کو سمجھنا انکی
کتنا آساں ہے انھیں نور سراپا لکھنا

اپنے آقاؐ کی نگاہوں میں سدا رہتا ہوں
سوچ کر گردشِ دوراں مجھے تنہا لکھنا

شرحِ والشّمس وضحٰی لکھتا ہوں میں بھی عارفؔ
میرے لکھنے کو بھی تفسیر کا حصہ لکھنا

## مرزا اظہر شہاب امروہوی

یہ اہلِ سخن کرتے نہیں شعری سفر کیا
کس طرح لکھی جائے گی نعت اِن کو خبر کیا

ہے مصحفِ عارض کی تلاوت کا جو ارماں
رکھتے بھی ہو تم قابلِ دیدار نظر کیا

کیوں انسے کروں شکوۂ بیدادِ زمانہ
حالات کی میرے نہیں آقا کوخبر کیا

دنیا میں بھی عقبےٰ میں بھی سب کچھ ہے انھیں سے
کیا مجھ کو غرض اس سے اِدھر کیا ہے اُدھر کیا

کیا پیش کروں خدمتِ اقدس میں نبی کی
آنسو ترے رخصت ہوئے اے دیدۂ تر کیا

اللہ سے مانگوں گا وسیلے سے نبیؐ کے
پھر میری دعاؤں میں نہ آئے گا اثر کیا

سرکارؐ کی الفت نہ ہو جس دل میں وہ کیا دل
سرکارؐ کے در پہ جو نہ جھک پائے وہ سر کیا

لے جائے گی جو راہ درِ پاک نبی تک
اس راہ پہ ہوگا نہ کبھی میرا گذر کیا

جو نور سے آقا کے عبارت نہ ہو اظہرؔ
وہ نورِ بشر کچھ نہیں وہ نورِ بشر کیا

## ظہیر احمد ظہیرؔ امروہوی

بے حسی لاکھ دل پہ طاری ہے
نعت لکھنے کا شغل جاری ہے

آپ نے حوصلہ مجھے بخشا
میں نے ہمت جہاں بھی ہاری ہے

آپ کی ہر ادا پہ میں قرباں
دشمنوں کی بھی غم گساری ہے

اس کے قدموں میں ہے شہنشاہی
آپ کے در کا جو بھکاری ہے

دردِ فرقت بھی دے رہا ہے مزا
وجہِ تسکین بے قراری ہے

آج دنیا میں امتِ مظلوم
انتہائی دکھوں کی ماری ہے

میری بگڑی بھی اب بنا دیجے
آپ نے سب کی کل سنواری ہے

# کوائف

## طربؔ ضیائی

نام۔ ضیاء الرب خاں طربؔ ضیائی امروہوی

تخلص۔ طربؔ امروہوی

تلمذ۔ شہبازؔ امروہوی و ضیاؔء خورجوی

ولدیت۔ ثنا احمد خاں

تعلیم۔ ایم۔ اے اردو

پیدائش۔ ۱۰ اگست ۱۹۵۲ء

وفات۔ ۱۷ جولائی ۲۰۱۱ء

مجموعۂ غزلیات۔ ’سایہ و پیکر‘۔ مجموعۂ رباعیات ’رنگ و آہنگ‘

## جناب ضیاء الرب طرب صاحب

لپٹی نہ رہے پاؤں سے انکے تو نظر کیا
جو خاک نہ ہو عشق میں انکے وہ بشر کیا

تمثیل کوئی لائیں گے اربابِ نظر کیا
تاریخ میں معراج سا ہے کوئی سفر کیا

جو فکر فقط یوحیٰ الیّہ پہ ٹکی ہو
اوصافِ محمدؐ سے اسے خیر خبر کیا

کیا مجھ پہ ہے موقوف زمانے کے مفکر
اس پائے مقدس پہ جھکاتے نہیں سر کیا

کیوں دور ہو تم منزلِ عشقِ نبوی سے
آتا نہیں ہستی کے لٹانے کا ہنر کیا

کیسے نہ تکے آپ کے دامانِ اماں کو
منظر مری دنیا کا نہیں زیر و زبر کیا

تشبیہ بھلا کیسے دوں اس کو میں سحر سے
اس روئے منور کے مقابل ہے سحر کیا

آنکھوں سے برآمد جو ہوا ہجرِ نبیؐ میں
اس اشک سے قیمت میں فزوں ہوگا گہر کیا

مداح ہے جب آپ کا اللہ تعالیٰ
مداحی کرے آپکی پھر مجھ سا بشر کیا

دم کیوں نہ بھروں انکی مسیحائی کا آخر
مجھ پر یہ عنایت نہ ہوئی بارِ دگر کیا

ہر لمحہ میرا دل مجھے دیتا ہے دلاسے
وہ شافع محشر ہیں تو محشر کا خطر کیا

کب ہوگی طربؔ مجھ کو مدینے کی زیارت
اس شاخِ تمنا میں نہ آئیں گے ثمر کیا

## کوائف

## ڈاکٹر جاوید نسیمی رامپوری

نام۔ جاوید اللہ خاں

تخلص۔ جاوید

تلمذ۔ نسیم شاہ جہاں پوری

تعلیم۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

پیدائش۔ ۱۹۵۷ء

مجموعۂ غزلیات۔ ’خواب آسمانوں کے‘

## ڈاکٹر جاویدؔ نسیمی رامپوری

یہ چاند ستاروں کا خلاؤں کا سفر کیا
معراج سے بڑھ کر ہے مہماتِ سفر کیا

دنیا ہو کہ محشر ہو ادھر کیا ہے اُدھر کیا
آقاؐ کے غلاموں کو کہیں خوف و خطر کیا

انؐ کا ہوں تو چھوتی نہیں یہ بادِ حوادث
آندھی کے لئے ورنہ ہے اک برگِ شجر کیا

بس صرف مدینہ ہے مدینہ ہے مدینہ
اور اس کے علاوہ ہے مری حدّ سفر کیا

بخشش کے تو لائق نہیں عصیاں مرے لیکن
وہ فضل پہ آجائیں تو پھر عیب و ہنر کیا

کچھ بھی تو نہیں پاس بجز اشکِ ندامت
سرکارؐ کروں نذر یہ بے آب گہر کیا

کہتے ہو کہ پرتو نہیں اس نور کا دیکھا
پھر چیز ہے یہ چاندنی یہ نورِ سحر کیا

کیا میری بھی تقدیر کبھی جاگے گی آقاؐ
مجھ پر بھی کبھی ہو گی عنایت کی نظر کیا

اے ریگِ عرب صدقہ ہے آقاؐ کا یہ ورنہ
صحرا کے مقدر میں بھی تھے ایسے ثمر کیا

طیبہ کی فضاؤں میں ہے اک سانس بھی کافی
اور دور ہو طیبہ سے تو پھر عمرِ خضر کیا

ہوتا نہ اگر نور تو کیا مٹتے اندھیرے
ممکن تھی محمدؐ کے بنا شب کی سحر کیا

جاویدؔ یہ اشعار عطیہ ہیں نبیؐ کا
پھر اس میں بھلا آپکے ہیں علم و ہنر کیا

## سید قایم حسین قآیم امروہوی

اپنے سرکار کے اوصافِ حمیدہ لکھنا
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

سارے نبیوں سے انھیں افضل و اعلیٰ لکھنا
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

نعت کی سمت تو اے دوست بڑی مشکل ہے
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

نعت ہو جائے تو بخشش کا سہارا سمجھو
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

انکے اوصاف کے ہیں لوح و قلم بھی شاہد
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

ہم تو کمبخت نہیں ہیں جو نہ لکھیں نعتیں
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

ہیں وہی باعثِ تخلیقِ دو عالم قآیم
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

## مرزا افسر حسن بیگ افسرؔ امروہوی

اُنکو محبوب حمدِ باری ہے
اُس کو نعتِ رسول پیاری ہے

انکے در سے نظر وہ لایا ہوں
جو نظر فاصلوں پہ بھاری ہے

یاد کے ساتھ اب نہیں آنسو
غم گساری سی غم گساری ہے

ایک رشتہ ہے جس کے صدقے میں
سب کی آپس میں رشتہ داری ہے

سر سے نعلینِ پاک کا رشتہ
جان لینا ہی تاجداری ہے

بے عمل سے بھی یہ نہیں کہتے
میری ہی ساری ذمہ داری ہے

مر کے بھی ٹوٹتا نہیں رشتہ
استواری سی استواری ہے

جان دو ان پہ ، بات مت مانو
یہ کہاں کی وفا شعاری ہے

---

## دوسری طرح میں چند شعر

یہ ضروری ہے جہاں گنبدِ خضریٰ لکھنا
ساتھ ہی عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ لکھنا

میرے ہمراہ مدینے سے وہ شے آئی ہے
جو یہ کہتی ہے کبھی خود کو نہ تنہا لکھنا

تم بھی ہو آئے وہاں دوستو جب خط لکھو
ان گلی کوچوں کو آداب ہمارا لکھنا

## کوائف

### شمیم نقوی

نام۔ سید شمیم حیدر نقوی امروہوی

تخلص۔ شمیم امروہوی

تلمذ۔ مولانا عبادت کلیم امروہوی، خیال رامپوری

پیدائش۔ ۱۴ مئی ۱۹۴۱ء

تعلیم۔ گریجویٹ، کامل، ادیب ماہر، ڈپلومہ فزیکل ایجوکیشن۔

تصانیف۔ انیس سو بیاسی، ریاضِ فکر (مسدس)، رحلِ جزا (نعت و منقبت)، انتسابِ فضہؓ (مسدس)، یاحسینؑ (مجموعۂ نوحہ جات)

ایوارڈ۔ 'انیس سو بیاسی' (اتر پردیش اردو اکیڈمی ۱۹۸۲ء)، جون ایلیا ایوارڈ برائے غزلیات، میر انیس ایوارڈ برائے مسدس (انڈین کلچرل سوسائٹی دہلی)

## سید شمیم نقوی شمیمؔ امروہوی

تعلیمِ نبیؐ دل میں اگر ہو تو خطر کیا
اللہ سے ڈرتے رہو دنیا کا ہے ڈر کیا

آغاز کے پہلو میں ہے انجامِ سفر کیا
جنت کی حویلی ہے مدینے کا وہ گھر کیا

دیکھے نہ گئے منزلِ طیبہ کے مناظر
سورج ہو مقابل میں تو ٹھرے گی نظر کیا

خورشید بھی موجود ہے مہتاب بھی حاضر
تمثیل ہو پھر اس رخِ روشن کی مگر کیا

بس وہ سرِ جلوہ ہیں ان آنکھوں کے تصدق
خوابوں میں بھی ہوتا ہے حقیقت کا گذر کیا

یہ درس بھی سرکارِ رسالت سے ملے گا
کیا نور ہے کیا نار ہے شب کیا ہے سحر کیا

الجھا ہوا فرقوں میں ہے کیوں دینِ محمدؐ
پہنچی نہیں ارشادِ پیمبر کی خبر کیا

# کوائف

## طاہرؔ امروہوی

نام۔ طاہرؔ حسن

تخلص۔ طاہرؔ امروہوی

ولدیت۔ حکیم واصف اختر

تلمذ۔ مرزا ساجدؔ حسین صاحب ساجدؔ امروہوی

تعلیم۔ انٹرمیڈیٹ

پیدائش۔ ۷ نومبر ۱۹۹۷ء

## طاہرامروہوی

یہ تیرگئی قبر یہ محشر کا خطر کیا
سینے میں نہیں عشقِ شہِ جن و بشر کیا

دنیا سے سفر کرنا تو برحق ہے کسی دن
تیار کیا تم نے بھلا زادِ سفر کیا

اعمالِ حسن ، ذکرِ خدا ، عشقِ محمدؐ
کافی نہیں بخشش کو یہ عادت یہ ہنر کیا

آنسو تو ہوئے خشک تیرے ہجرے نبیؐ میں
اے دیدۂ تر رکھتی نہیں خونِ جگر کیا

مانگی نہ گئی ہوں جو وسیلے سے نبیؐ کے
پھر ایسی دعاؤں میں بھلا ہوگا اثر کیا

کہتا ہوں زباں سے میں ہوں قرباں دل و جاں سے
اوقات مری کیا مرا دل میرا جگر کیا

طاہر کی جبیں تڑپے گی ،کیا سجدوں کی خاطر
سنگِ درِ سرکار نہ پائیگا یہ سر کیا

# کوائف

## منصور عثمانی

نام :منصور عثمانی

تخلص: منصور مرادآبادی

ولدیت: گوہر عثمانی مرادآبادی

تلمذ: گوہر عثمانی

پیدائش: یکم مارچ ۱۹۵۴ء

تعلیم :ایم۔اے اردو

مطبوعہ کتابیں: میں نے کہا (ہندی)، جستجو اردو، غزل کی خوشبو (ہندی)، کشمکش اردو، امانت (ہندی)

ایوارڈز: 'جستجو' کے لئے یوپی اردو اکیڈمی ایوارڈ، ہندی اردو ساہتیہ اردو ایوارڈ، بھارتیہ ساہتیہ پریشد سمّان، سرٹفکیٹ آف میرٹ بائی انڈین کونسولیٹ سعودی عرب، سرٹفکیٹ آف میرٹ بائی گوہرِ ادب امریکہ، اردو پوئیٹری اچیومنٹ ایوارڈ گوہرِ ادب نیویارک، ہیوسٹن سٹی کونسل کے ذریعہ دیا گیا ایوارڈ، نشانِ سپاس جنگ کراچی پاکستان، ریاض (سعودی عرب میں دیا گیا ایوارڈ)، اس کے علاوہ نظامت اور مختلف کتابوں پر تقریباً ۱۸ ایوارڈز اور دئے گئے۔

پتہ۔ نجمہ ہاؤس نزد مزار شریف بارہدری مرادآباد فون۔ 9897189671

## جناب منصور عثمانی منصور مرادآبادی

وہ اجالوں پہ دن کے بھاری ہے
جو مدینے میں شب گذاری ہے

سب رسولوں کو ناز ہے جس پر
میرے آقا کی تاجداری ہے

مغفرت آپ کا کرم لیکن
کچھ تو اپنی بھی ذمہ داری ہے

آرزو ہے اگر مدینے کی
آرزو زندگی سے بھاری ہے

ہم مدینے سے جا کے لوٹ آئے
کچھ نہ کچھ تو کمی ہماری ہے

کتنی صدیاں گزر گئیں لیکن
چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے

پھر وہی شوقِ حاضری منصورؔ
پھر وہی دل کی بے قراری ہے

# کوائف

## مبارکؔ امروہوی

نام۔ ڈاکٹر مبارک علی نقوی

تخلص۔ مبارکؔ امروہوی

تلمذ۔ ساجدؔ امروہوی

تعلیم۔ ایم۔ اے تاریخ۔ اردو پی۔ ایچ۔ ڈی

پیدائش۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۷ء

## مبارک امروہوی

اے مبارک تو کبھی نام جب اپنا لکھنا
نام سے پہلے غلامِ شہِ والا لکھنا

یہ تو سچ ہے ابھی آتا نہیں آقا لکھنا
یہ بھی سچ چاہتا ہوں کوئی قصیدہ لکھنا

خامۂ نور فشاں چاہتی ہے فکرِ نظر
تاکہ آسان ہو آقاؐ کا سراپا لکھنا

اے مورخ جو تو ترتیب دے تاریخ حیات
میرے آقا کی بدولت ہے یہ دنیا لکھنا

ساتھ ہے میرے محمدؐ کا تصور ہر دم
تم مجھے میرے حوالے میں نہ تنہا لکھنا

ہم غلامانِ غلامانِ غلامانِ نبی
ہم نے سیکھا ہی نہیں اس سے زیادہ لکھنا

## کوائف

## حسن ضیاؔ

نام۔ حسن ضیاؔ صدیقی

تخلص۔ ضیاؔ امروہوی

ولدیت۔ مرتضیٰ حسن صدیقی مرحوم

تلمذ۔ مرزا افسرؔ حسن بیگ افسر امروہوی

تعلیم۔ ایم۔اے۔، ایل۔ایل۔بی

مشغلہ۔ وکالت

پیدائش۔ یکم دسمبر ۱۹۵۳ء

پتہ۔ محلّہ قریشی امروہہ۔

## حسن ضیاء صاحب ضیاؔء ایڈوکیٹ

کام دشوار ہے نعتِ شہِ بطحا لکھنا
کاش آجائے ذرا سا مجھے پڑھنا لکھنا

جب بھی جس راہ سے گذریں میرے سرکار وہاں
خاک پر نام مرا پہلے صبا جا لکھنا

راز اس مصرع کا حسان ؓ کے دل سے پوچھو
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

کچھ لکھے یا نہ لکھے کاتبِ تقدیر مگر
آرزو ہے مری قسمت میں مدینا لکھنا

سنتے آئے ہیں شہِ دیں کے غلاموں سے یہی
اچھا ہوتا ہے سدا اچھے کو اچھا لکھنا

خلقِ سرکار کو جس روز سمجھ پاؤ گے
خود ہی آجائے گا اوصافِ صحابہؓ لکھنا

بخشے جانے کی ضیاؔء اور نہیں ہے صورت
ہاتھ کے ہاتھ وہیں انکا قصیدہ لکھنا

## کوائف

## زبیرؔ ابنِ سیفی امروہوی

نام۔مرزا محمد زبیرؔ

ولدیت۔حضرت مرزا احمد حسین سیفیؔ

امروہوی (مرحوم)

پتہ۔محلّہ صدّو امروہہ۔

تلمذ۔والدِ محترم سیفیؔ امروہوی، عمِ محترم ساجدؔ امروہوی

تعلیم۔ادیب، ادیب ماہر (جامعہ اردو علی گڑھ، منشی الہٰ آباد)

پیدائش۔۱۹۵۹ء امروہہ۔

## زبیر ابنِ سیفی امروہوی

اپنے ارمانوں کا یہ ایک خلاصہ لکھنا
ان پہ مر مٹنے کو جینا کا تقاضا لکھنا

انکی سیرت کو پڑھیں انکی ہی نعتیں لکھیں
اس لئے سیکھا ہے ہم لوگوں نے پڑھنا لکھنا

ان کا رخ کیسا ہے قد کیسا ہے زلفیں کیسی
ہمیں آتا ہی نہیں ان کا سراپا لکھنا

بس تصور میں مدینہ ہی مدینہ ہے میرے
سب بھلا بیٹھا ہوں کیا پڑھنا ہے کیسا لکھنا

نعت ہی نعت ہے سرکار کی قرآنِ مبیں
ہم ہیں کس گنتی میں اور کیا ہے ہمارا لکھنا

قلب کا دولتِ افکار سے رشتہ ہو زبیرؔ
مدحِ سرکار میں جب کوئی قصیدہ لکھنا

## مرزا حامد حسین حامدؔ امروہوی مقیم حال امریکہ

پھر جانبِ طیبہ مرا ہوگا نہ گزر کیا
کیوں کچھ کام نہ آئے گا میرا دیدۂ تر کیا

وہ شافع محشر ہیں تو پھر حشر کا ڈر کیا
سرکار نہ رکھینگے غلاموں پہ نظر کیا

آباد نہ ہوگا میرے خوابوں کا نگر کیا
سرکار نہ آئینگے کسی دن میرے گھر کیا

آجایئے بیمار کی در پر ہیں نگاہیں
ہے شام سے یہ حال تو دیکھے گا سحر کیا

چلتے نہیں بازار میں سکے کبھی کھوٹے
اعمال ہیں دامن میں ہمارے بھی مگر کیا

راضی رہو، راضی رہو ہر حال میں راضی
آدابِ محبت میں اگر اور مگر کیا

اے طالبِ دیدار ذرا یہ تو بتا دے
وہ سامنے جب آئینگے اٹھے گی نظر کیا

ق

چہرے پہ طمانت ہے تو ہونٹوں پہ تبسم
جاتے ہوئے دنیا سے مجھے خوف و خطر کیا

عشقِ شہِ لولاک کی دولت ہے میسر
اس سے بھی زیادہ ہے کوئی زادِ سفر کیا

توصیف کریں یا نہ کریں آپ نبیؐ کی
پر سوچ لیں انجام اِدھر کیا ہے اُدھر کیا

جن ذروں کو نسبت ہے درِ پاک سے حامدؔ
ان ذروں سے بہتر ہیں بھلا لعل و گہر کیا

# کوائف

## ناصرؔ امروہوی

نام :ناصر پرویز

تخلص: ناصرؔ امروہوی

ولدیت: جناب محمد یٰسین صاحب

تعلیم :ایم ۔اے ۔(اردو)

پی ۔ایچ ۔ڈی ۔(جاری)،یو ۔جی ۔سی ۔نیٹ(NET)

تلمذ: حضرت سیفیؔ امروہوی مرحوم، جناب امین عالم راہیؔ صاحب

پیدائش: ۲۵ ستمبر ۱۹۸۵ء

پیشہ: درس وتدریس

کتاب: ناصرؔ کاظمی: حیات اور ادبی خدمات (تحقیقی مقالہ،زیرِ ترتیب)،وسعتِ صحرا(شعری مجموعہ،زیرِ ترتیب)

خطاب: شہزادۂ غزل

ایوارڈ:ماسٹر عثمان خاں میموریل ایوارڈ 2013(ریجنل اردو ٹیچرس ایسوسی ایشن،علی گڑھ ریجن)توفیق فاروقی ایوارڈ 2013(ادارہ خاتونِ مشرق،دہلی)

مشغلہ:درس وتدریس،نشست ومشاعرے،کاروبار،تحقیق وتنقید وغیرہ

# ناصؔر امروہوی

مہہ و اختر کو فقط گردِ کفِ پا لکھنا
اور منزل کے لئے عرشِ معلیٰ لکھنا

لوح و قرطاس تری نوک کے بوسے لینگے
جب بھی لکھنا میرے نامے تو مدینا لکھنا

ہیں ثنا خوانِ محمدؐ بخدا رشکِ ملک
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

خوش نصیبوں کو میسر ہے گدائی انکی
انکے منگتوں کو شہنشاہوں کا داتا لکھنا

نخلِ طوبیٰ کا قلم زم زم و کوثر کی دوات
ہو یہ سامان تو آقا کا قصیدہ لکھنا

تونے کتنوں کو دکھایا شہِ دیں کا روضہ
میری قسمت میں بھی دیدارِ مدینہ لکھنا

انکے ہی فضل سے ناصؔر نے لکھی نعتِ نبیؐ
ورنہ ممکن نہ تھا آقا کا قصیدہ لکھنا

# کوائف

## عالمؔ امروہوی

نام۔ محمد عالم انصاری امروہوی

تخلص ۔ عالمؔ امروہوی

تلمذ۔ سیفیؔ امروہوی و ساجدؔ امروہوی

پیدائش ۔ ۲۴ جون ۱۹۸۲ء

تعلیم ۔ منشی

پتہ ۔ محلّہ بساون گنج امروہہ۔

## محمد عالم امروہوی

ہوگی نہ کبھی میری شبِ غم کی سحر کیا
آقا نہ بلائیں گے کبھی اپنے نگر کیا

خاموش ہے کیوں بادِ صبا کچھ تو بتادے
کچھ ذکر ہمارا بھی سنا تونے ادھر کیا

تم انکے وسیلے سے دعا مانگ کے دیکھو
ہوجائے گا ایسے ہی دعاؤں میں اثر کیا

تم میرے ہنر میں نہ نکالو کوئی خامی
وہ فضل پہ آجائیں تو پھر عیب و ہنر کیا

عالم درِ اقدس پہ بُلائیں جسے آقا
اسکے لئے پھر حاجتِ سامانِ سفر کیا

## جناب اظہرؔ عنایتی رامپوری

کس کو زیبا یہ تاجداری ہے
کون محبوبِ ذاتِ باری ہے

ہائے وہ انکے چاہنے والے
جن پہ قربان جاں نثاری ہے

وہ ہیں اور حشر تک کرم انکا
ہم ہیں اور بے حسی ہماری ہے

یہ جو صحرا بنے ہوئے ہیں چمن
کس کے ہاتھوں کی آبیاری ہے

ہونٹ مصروف ہیں دعاؤں میں
فکرِ امت ہے اشک باری ہے

سانس لینا بھی ہٹ کے سیرت سے
سچ تو یہ ہے فریب کاری ہے

آج بھی سب رعونتوں کا جواب
آپ کا طرزِ انکساری ہے

یوں تو صدیاں ہوئیں مگر اظہرؔ
حشر تک کارِ نعت جاری ہے

# کوائف

## مجاہد فرازؔ

نام۔ سید مجاہد علی

تخلص۔ فرازؔ مراد آبادی

ولدیت۔ سید وارد علی دور مرحوم

تلمذ۔ حضرت گوہر عثمانی مرحوم

تعلیم۔ بی۔ ایس۔ سی۔، بی۔ یو۔ ایم۔ ایس۔، ادیب کامل، ایم۔ اے۔ اردو

مشغلہ۔ میڈیکل پریکٹس

وابستگی۔ نائب صدر حمد و نعت فاؤنڈیشن مراد آباد، رکن جگر مراد آبادی فاؤنڈیشن، رکن جنت نشان تعلیمی مشن مراد آباد، سابق رکن اردو اکیڈمی اُتر پردیش مراد آباد۔

شعری مجموعہ۔ 'برف تپتی ہے'

غیر ملکی سفر۔ کویت ۲۰۱۴

پتہ۔ 107/C-6 اصالت پورہ مراد آباد

رابطہ۔ +91-9997259025

ای۔ میل۔ dr.mujahidfaraz@gmail.com

## ڈاکٹر مجاہد فرازؔ مرادآبادی

عمر بھر سوچنا پھر حرفِ ثنا کا لکھنا
کوئی آسان ہے آقا کا قصیدہ لکھنا

کیا ضروری ہے کہ یثرب کا سیہ دور لکھو
جب بھی لکھو تو فقط شانِ مدینہ لکھنا

ہم سے ذروں کو بھی ملتی ہے دو عالم میں چمک
خوبئ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

روح جو پوچھے کہ کیا ہے غمِ دوراں کا علاج
دل یہ کہتا ہے کہ ذکرِ شہِ بطحا لکھنا

اے قلم اس کو ہی معراجِ قلم کہتے ہیں
سیکھ لے اسمِ محمدؐ کا وظیفہ لکھنا

وہ بشر بھی ہیں مگر نورِ الٰہی بھی تو ہیں
مجھ کو زیبا نہیں دیتا انھیں خود سا لکھنا

ہم غلامانِ غلامانِ غلامانِ نبی
ہم نے سیکھا انھیں محبوب خدا کا لکھنا

**ڈاکٹر مجاہد فرازؔ مرزا آبادی**

ذکر انکا ہے فضلِ باری ہے
نعت کہنا کب اختیاری ہے

اس سے سیراب ہو رہے ہیں سب
اک سمندر کا فیض جاری ہے

آج کیا بات ہے حلیمہ بیؓ
سب سے آگے تیری سواری ہے

## غفرآن امروہوی

اور بھی اتنا میرے حق میں خدایا لکھنا
میری قسمت میں دیارِ شہِ بطحا لکھنا

میرا غم خانۂ دل بھی تو ہے مسکن انکا
کیا غلط ہے اسے سرکارؐ کا حجرہ لکھنا

میرے اس لکھنے کو بھی نعتِ نبیؐ ہی سمجھیں
درِ سرکار کو عشاق کا کعبہ لکھنا

ایسے لوگوں سے تو سرکار خفا رہتے ہیں
جو سکھاتے نہیں اولاد کو پڑھنا لکھنا

نعت لکھنے کا ہنر چاہئے غفرآن مجھے
خوبئ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

## شہاب انور انوؔر امروہوی

اللہ سے پوچھو کے ہے توقیرِ بشر کیا
معراج سے آگے ہے ہمیں اور خبر کیا

مختارِ جہاں کرتے ہیں فاقوں پہ گذارا
ہوتے ہیں زمانے میں کہیں ایسے بشر کیا

حسرت ہے مدینے کی اگر اور مگر کیا
لگجائے اگر دل کو تو مشکل ہے سفر کیا

دل عشق سے خالی ہو تو جذبوں میں اثر کیا
ہو نور نہ آنکھوں میں تو آتا ہے نظر کیا

دنیا میں بھٹکتے ہو اِدھر اور اُدھر کیا
سرکارؐ کی چوکھٹ سے ابھی دور ہے سر کیا

بے شک میں گنہگار ہوں لیکن یہ یقیں ہے
وہ فضل پہ آجائیں تو پھر عیب و ہنر کیا

سرکارؐ ہوں راضی تو ہر اک بار ہے منظور
ناراض ہوں سرکار تو دنیا کی نظر کیا

محبوبِ خدا بھی ہیں وہ مطلوبِ خدا بھی
وہ شافعِ محشر ہیں مجھے حشر کا ڈر کیا

جس سمت بھی دیکھو ہے ادھر نور کی بارش
دربار میں سرکار کے ہیں چاند قمر کیا

ہاں سامنے رہتا ہے مرے چہرۂ انور
کیوں سب کو بتاؤں میں کہ آتا ہے نظر کیا

# کوائف

## سیفی امروہوی

نام۔ڈاکٹر مرزا احمد حسین سیفی امروہوی

تخلص۔سیفی امروہوی

ولدیت۔حضرت الحاج ماسٹر عبدالرؤف رؤف امروہوی

پتہ۔محلّہ صدّو امروہہ۔

تلمذ۔کوثر القادری، مولانا محمد عبادت کلیم امروہوی، حکیم کلبِ علی شاہد امروہوی

تعلیم۔ایم۔ڈی۔ایچ، ایم۔بی۔ایس۔

پیشہ۔طبابت

تصانیف۔لہورنگ، نکہتیں۔

ایوارڈ۔ادبی سنگم ایوارڈ امروہہ، رثائی ادب ایوارڈ انجمن سجادیہ محلّہ چھیوڑہ امروہہ۔

پیدائش۔سنہ ۱۹۳۱ء امروہہ۔

وفات۔سنہ ۲۰۱۲ء امروہہ۔

## جناب مرزا احمد حسین سیفی امروہوی صدر انجمن یادگار رؤف

میں نے سرکار کے بارے میں جو چاہا لکھنا
تو قلم بولا کہ پہلے مرا سجدا لکھنا

اور قرطاس نے کی ارض کہ اے شاعرِ نعت
مجھے سرکارؐ کی نعتوں کا بچھونا لکھنا

روشنائی نے کہا اپنی سیہ پوشی پر
مجھ میں بھی نور کے پرتو کا اجالا لکھنا

اور سرِ ورق پہ پھر نام خدا کی لکھکر
حضرتِ سرورِ عالم کا قصیدہ لکھنا

جنبشِ نوکِ قلم کو یونہی رکھ کر مصروف
مدحتِ آلِ نبیؐ ، مدحِ صحابہؓ لکھنا

کوئی آساں نہیں نعتِ شہِ والا لکھنا
سوچتا ہوں کے پڑے گا مجھے کیا کیا لکھنا

کاش آجائے مجھے بھی تو کچھ ایسا لکھنا
سہل لگنے لگے اوصافِ نبیؐ کا لکھنا

نعت لکھنی ہے تو مضمون بھی اعلیٰ لکھنا
شانِ محبوب میں قرآں کو قصیدہ لکھنا

حسن جتنے حدِ امکان میں آسکتے ہیں
انکو ان سارے محاسن کا خلاصہ لکھنا

زندگانی کا اگر مقصد و منشا لکھو
صرف سرکار پہ مرنے کی تمنا لکھنا

پڑھنے لکھنے کا رواج اہلِ عرب میں کب تھا
علم آیا تو انھیں آگیا پڑھنا لکھنا

نعت لکھنے کی یہی سوچ کے ہمت کی ہے
خوبیٔ بخت ہے نعتِ شہِ والا لکھنا

میرے دل میں بھی تو سرکارؐ رہا کرتے ہیں
میرے دل کو بھی سدا گنبدِ خضریٰ لکھنا

کعبہ اللہ کا گھر اور مدینے میں نبیؐ
اب مدینے کو بھی دل والوں کا کعبہ لکھنا

تھک گئی آکے یہاں لفظوں کی ہمت سیفیؔ
غیر ممکن ہی رہا نور کا حلیہ لکھنا

## مرزا ساجد حسین ساجد امروہوی (سکریٹری انجمن یادگارِ رؤف)

اے قلم لوحِ جبیں پر میری کعبا لکھنا
حجرۂ جاں کے دریچے پہ مدینا لکھنا

عالمِ علمِ لدنیؑ، سببِ لوح و قلم
کیا ضروری تھا کہ آتا نہیں پڑھنا لکھنا

یوں ہی گزرے نہ چلے جائیں غلامانِ نبیؐ
درِ فردوس پہ رضواں درِ بطحا لکھنا

جان تقدیر سے گر پائے نبی پر نکلے
اے مورخ اسے مرنا نہیں جینا لکھنا

باعثِ خلقتِ کل پیکرِ انوارِ خدا
کتنا دشوار ہے آقا کا سراپا لکھنا

انکے بازو ہیں نگہ داریِ امت کے امیں
دوش کو بارِ شفاعت کا ٹھکانہ لکھنا

## قطعہ

قصۂ ہجرِ نبیؐ کو میرے اے نامہ نویس
قلم اشکوں میں ڈبو کر سرِ نامہ لکھنا

پہلے دربانِ محمدؐ کا قصیدہ لکھنا
پھر عریضہ بہ حضورِ شہِ والا لکھنا

روشنائی کی جگہ لینا لہو رنگ آنسو
اپنی مجبوریِ حالات کا قصہ لکھنا

نا رسائی کا سبب لکھنا خود اپنے اعمال
دیکھ پھر اشکِ ندامت کا حوالہ لکھنا

ایک بار اور قدم بوسی کا اعزاز ملے
ایک بار اور ہو دیدارِ مدینہ لکھنا

آپ جو چاہیں گے اللہ وہی چاہے گا
اس کی قدرت میں ہے قسمت کا مٹانا لکھنا

خود شناسی کا یہ اظہار بجا ہے ساجدؔ
نام سے پہلے سگِ کوئے مدینہ لکھنا

# خانوادۂ رؤف امروہوی کی مطبوعات